

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14

لاہور

ہفت روزہ

ندائے خلافت



تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلل اشاعت کا
30 واں سال

29 شعبان تا 6 رمضان 1442ھ / 13 تا 19 اپریل 2021ء

روزہ اور تقویٰ

”اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔“ (البقرہ: 183)

گویا روزے کی مصلحت ہے تقویٰ۔ تقویٰ کے معنی اور مفہوم کو جان لینے سے یہ مصلحت اور حکم بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔

”تقویٰ“ کے معنی ہیں ”بچنا“۔ قرآن مجید نے اس میں اصطلاحی مفہیم پیدا کیے یعنی اللہ کے احکام کو توڑنے سے بچنا، حرام سے بچنا، معصیت سے بچنا، یہ تقویٰ ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے نفس کے بہت سے تقاضے ہیں۔ مثلاً پیٹ کھانے کو مانگتا ہے۔ فرض کیجئے کہ کوئی حلال چیز کھانے کو نہیں ہے تو اگر کوئی مسلمان اس بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو جائے تو حرام میں منہ مار بیٹھے گا۔ لہذا اس میں یہ عادت ڈالی جائے کہ آخری حد تک بھوک پر قابو پانے میں کامیاب رہے۔ اسی طرح پیاس کو کنٹرول میں لائے، شہوت کو کنٹرول میں رکھے۔ ساتھ ہی نفس کی ان خواہشات پر قابو پانے کی مشق حاصل ہو جو دین کے منافی ہوں۔ لہذا طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور تعلق زن و شو سے کنارہ کش ہونے کی جو مشق کرائی جاتی ہے اس کا مقصد ہے ضبط نفس، تاکہ ایک بندہ مؤمن کو اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کے تقاضوں پر قابو پانے اور کنٹرول میں رکھنے کی مشق ہو جائے اور عادت پیدا ہو جائے۔ اب سوچئے کہ ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک آپ اگر اللہ کی حلال کردہ چیزیں پورے تیس دن اس لیے استعمال نہیں کر رہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی تو اس سے آپ کے اندر ایک مضبوط قوت ارادی کے ساتھ یہ استطاعت اور استعداد پیدا ہونی چاہئے کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں بھی تقویٰ کی روش پر مستقیم رہیں۔ لہذا پورے رمضان کے روزے دراصل تقویٰ کی مشق ہے۔ صوم کی فرضیت کے ساتھ ”لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے، لیکن غور و تدبر کیا جائے تو یہ دو لفظی جملہ بڑا ہی پیارا نہایت عجیب اور بڑی جامعیت کا حامل ہے۔ اس کے اندر روزے کی ساری ظاہری و باطنی اور انفرادی و اجتماعی فضیلتیں آگئیں۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح مہر بہن ہو گئی کہ روزے کا مقصد حصول تقویٰ ہے، بالخصوص نفس کا تقویٰ یعنی اللہ کی محبت کے شوق اور اللہ کی نافرمانی کی سزا کے خوف سے اللہ کے ادا و نواہی پر استقلال کے ساتھ مستقیم رہنے کے لیے اپنے نفس اتارہ کو قابو میں رکھنے کی تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنا ہے۔

عظمت صیام و قیام رمضان مبارک
ڈاکٹر اسرار احمد

اس شمارے میں

پاک بھارت تعلقات، توقعات اور...

توبہ کی ضرورت، اہمیت اور شرائط

راہ حق کے مسافر: رحمت اللہ بٹیر

خوش خبریوں کا مہینہ!

رمضان المبارک: خصوصی ہدایات

استقبال رمضان: صبر، تقویٰ اور....



تمام مخلوقات اللہ کی تسبیح کرتی ہیں

فرمان نبوی

رمضان المبارک کی قدر کیجئے!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں قیام اللیل (نماز تراویح) کا اہتمام کیا، اس کے سابقہ سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

تشریح: روزہ دار نہ صرف اپنی زبان و بیان، اپنے افکار و خیالات، اپنے معاملات و معمولات میں احکام الہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مہینہ بھر تربیت حاصل کرتا ہے، بلکہ شب کو بھی قیام اللیل (نماز تراویح) میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو توجہ اور انہماک سے سنتا ہے، اس طرح اس کی زندگی میں انقلاب آتا ہے اور اگر وہ ٹھیک ٹھیک ان ہدایات کو اپناتا ہے تو یقیناً اس کی زندگی میں تبدیلی آنی چاہیے اور یہی تبدیلی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

﴿سُورَةُ التَّوْرَةِ﴾ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿آيات: 41 تا 43﴾

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَاتٍ كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾ وَبِاللَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزَيِّجُ سَحَابًا مِمَّنِّي لُفٍّ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَابِرُهُ أَنْ يَدَّهَبَ بِأَلْبَابِ بَصَارٍ ﴿٤٣﴾

آیت: 41 ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ”کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں“

نہ صرف آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات اللہ کی تسبیح کرتی ہیں بلکہ ان دونوں (آسمان و زمین) کے مابین جو مخلوق ہے وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

﴿وَالطَّيْرِ صَفَاتٍ كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ط﴾ ”اور پروں کو پھیلانے ہوئے پرندے بھی۔ ہر ایک نے جان لی ہے اپنی نماز اور تسبیح۔“

﴿وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾﴾ ”اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔“

آیت: 42 ﴿وَبِاللَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾﴾ ”اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔“

آیت: 43 ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزَيِّجُ سَحَابًا﴾ ”کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ ہانک کر لاتا ہے بادلوں کو“ سمندر کے بخارات سے بادل بنتے ہیں اور ہواؤں کے دوش پر ہزاروں میل کا سفر طے کر کے کہیں کہیں پہنچ جاتے ہیں۔

﴿ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا﴾ ”پھر وہ انہیں آپس میں جوڑ دیتا ہے پھر انہیں تہہ برتہ کر دیتا ہے“ ہوائی سفر کے دوران بادلوں کی تہہ برتہ کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

﴿فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ج﴾ ”تو تم دیکھتے ہو کہ بارش ان کے درمیان میں سے برستی ہے“ ﴿وَيُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ﴾ ”اور اللہ آسمان سے — اس کے اندر کے پہاڑوں سے — اولے برساتا ہے۔“

جب زمین پر اولے پوری شدت سے برس رہے ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے آسمانوں میں اولوں کے پہاڑ ہیں۔

﴿فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ مَنْ يَشَاءُ ط﴾ ”تو وہ پہنچاتا ہے ان (اولوں) کو جس پر چاہتا ہے اور ان کا رخ پھیر دیتا ہے جس سے چاہتا ہے۔“

جب کسی کھیتی کو کسی وجہ سے برباد کرنا مقصود تو اس پر اللہ کی مشیت سے یہ اولے برس پڑتے ہیں اور جس کھیتی کو وہ تباہ کرنا نہیں چاہتا اس کی طرف سے ان کا رخ پھیر دیتا ہے۔ بعض اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک کھیت اولوں سے تباہ ہو گیا، لیکن اس کے ساتھ ہی دوسرا کھیت بالکل سلامت رہا۔

﴿يَكَادُ سَنَابِرُهُ أَنْ يَدَّهَبَ بِأَلْبَابِ بَصَارٍ ﴿٤٣﴾﴾ ”قریب ہے کہ اس کی بجلی کی کوند لوگوں کی نگاہوں کو اچک لے جائے۔“

ندائے خلافت

تاخلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاگہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی ترجمان نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

13 تا 19 اپریل 2021ء جلد 30
29 شعبان تا 6 رمضان 1442ھ شماره 14

مدیر مسئول / حافظ عاکف سعید

مدیر / ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون / فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36- کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 ٹیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زر تعاون
اندرون ملک 600 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا----- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اے راہِ حق کے مسافر!

آسماں تیری لحد پر شبِ نیم افشانی کرے

رحمت اللہ بٹر قضاے الہی سے وفات پا گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ!

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٤﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٥﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٦﴾ وَادْخُلِي جَنَّاتِي ﴿٢٧﴾﴾ (النجر)

”اے نفسِ مطمئنہ! اب لوٹ جاؤ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تم اس سے راضی ہو تم سے راضی۔ تو داخل ہو جاؤ میرے (نیک) بندوں میں۔ اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں!“

وہ زعیم ملک و ملت وہ امیر کارواں
زہد و تقویٰ و تقدس کا نشان جاتا رہا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”روئے زمین پر اہل علم کی مثال بالکل اسی طرح ہے جیسے آسمان میں ستاروں کی۔ ان کے ذریعے ایک انسان کو زمین و سمندر کے اندھیروں میں روشنی ملتی ہے“ (مسند احمد بن حنبل)۔

”موت العالم موت العالم“ کے مصداق اہل علم و فضل میں سے کسی ایک چراغ کا بجھ جانا انسانیت کے لیے بہت بڑے خسارے کا معاملہ ہے۔ لوگ آتے رہتے ہیں اور جاتے رہتے ہیں۔ ابد سے ازل تک موت و حیات کی اس کشمکش کا سلسلہ جاری ہے لیکن ”اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا“ کے مصداق کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی یاد تادیر قائم رہتی ہے۔

محترم و مکرم چودھری رحمت اللہ بٹر صاحب ان ہستیوں میں شامل ہیں جن کی یاد تادیر قائم رہے گی۔ بزرگوں اور ہم عصروں میں چودھری صاحب اور چھوٹوں میں بٹر صاحب کے نام سے معروف، ان کا پورا نام پس منظر میں چلا گیا اور صرف دروس و خطابات میں اعلان کے لیے ہی پکارا جاتا تھا۔

بٹر صاحب فیصل آباد کے قریب ایک گاؤں (چک 50 ج ب، سہتھیالہ، سرگودھا روڈ) میں 1939ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ بچپن میں گاؤں کی اہل حدیث مسجد کے امام مولانا ابراہیم نے اس نونہال بچے کو ترجمہ قرآن پڑھا دیا جس نے اس نونہال کے اندر کی دنیا بدل دی۔ بعض مروجہ بدعات کے بارے میں انہوں نے اپنی خاندانی مسجد کے امام صاحب سے استفسار کیا کہ قرآن کی رو سے تو یہ حرام ہیں تو انہوں نے تھپڑ مار کر کہا اللہ نے قرآن اتارا ہے یا ترجمہ اور پھر غصے سے کہا کہ تم ترجمہ قرآن کیوں پڑھتے ہو۔ بہر حال انہیں اپنے استاد کے اس احسان کا اس قدر احساس تھا کہ زندگی کے آخری لمحے تک جب بھی گاؤں جاتے لازماً قبرستان جاتے۔ پہلے استاد محترم مولانا ابراہیم کی لحد پر جا کر دعائے مغفرت کرتے اور پھر اپنے والد محترم کی قبر پر جاتے۔ تکمیل تعلیم کے بعد A.G آفس میں ملازمت کی درخواست دی اور منتخب ہو گئے۔ اس انتخاب کی وجہ یہ بیان کیا کرتے تھے کہ ابھی رشوت نے ہمارے سرکاری

محکموں کی راہ نہیں دیکھی تھی اس لیے نوکری مل گئی۔ اپنے اہل و عیال کے ساتھ مروّجہ مذہبی رسومات کی ادائیگی کے ہمراہ پرسکون زندگی گزار رہے تھے کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے متعارف ہو گئے اور ان کے پرسکون بحر کی موجوں میں اضطراب ہی نہیں تلاطم برپا ہو گیا۔ اس سے پہلے زندگی میں دین اور فرائض دینی کا رواجی تصور اور اس پر مستزاد کچھ مسلکی مسائل کی چھاپ تھی۔ مسلکاً اہل حدیث تھے لیکن جب تصور دین واضح ہوا کہ دین کی اصل حیثیت تو ایک کامل نظام حیات اور مکمل نظام زندگی کی ہے جو اپنی عین فطرت کے تقاضے کے طور پر اپنا کلی نفاذ اور کامل غلبہ چاہتا ہے اور اسی طرح تصور فرائض دینی بھی واضح ہوا کہ صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہی نہیں بلکہ اپنی ذاتی اور انفرادی زندگی میں خود اللہ کا بندہ بننا، دوسروں کو بندگی کی دعوت دینا اور پھر اس نظام بندگی کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد کرنا ہی اصل دین کا تقاضا ہے۔ تو پھر وسیع المشرب ہو گئے اور فکر میں توسع پیدا ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دروس اور لیکچرز میں کبھی کسی نے کوئی مسلکی چھاپ محسوس نہ کی۔ شیخ الہندی کی تشخیص اور علامہ اقبال کے افکار کی روشنی میں بانی محترمؒ نے ان کے دماغ کی صاف سلیٹ پر یہ کندہ کر دیا کہ کل تک گستاخی فرشتہ جن کی جناب میں قبول نہیں تھی آج ان کی ذلت و نکبت کی وجہ صرف اور صرف ترک قرآن ہے اور اگر قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا جائے تو رفعت و عظمت کی منزلوں کو دوبارہ پایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اپنے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور اس شان سے تھاما کہ پے در پے طوفانوں کی تلاطم خیز موجوں کے باوجود مرتے دم تک نہ چھوڑا اور اس کھونٹے سے اپنے آپ کو باندھے رکھا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس قرآن میں باقاعدگی سے شرکت کے بعد 1972ء میں انجمن خدام القرآن کے تاسیسی رکن ہونے کا شرف حاصل کیا اور جب صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن نے واضح کیا کہ ہماری منزل انجمن سازی نہیں بلکہ ٹھیٹھ بنیادوں پر ایک اجتماعیت کا قیام ہے تو 1975ء میں قافلہ تنظیم کے تاسیسی ارکان میں بھی شامل ہو گئے اور ساری کشتیاں جلا کر اپنے مقصد زندگی کی خاطر۔

خیریت جان، راحت تن، صحت داماں

سب بھول گئیں مصلحتیں اہل ہوس کی!

کے مصداق اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ 1984ء میں بٹر صاحب نے اپنی ایک بیٹی کے ہمراہ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس بھی مکمل کیا۔ اس کے بعد ابتداً A.G.I آفس کی ملازمت کے ساتھ دعوتی و تنظیمی سرگرمیاں بھی جاری رہیں اور اس کیفیت کے ساتھ جاری رہیں جس کا نقشہ حسرت نے اپنے اس شعر میں کھینچا ہے۔

ہے مشق سخن جاری، چکی کی مشقت بھی

اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت میں

محترم بٹر صاحب اپنی سرکاری ڈیوٹی کی بجا آوری کے لیے جہاں کہیں بھی جاتے ”جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے“ کے مصداق دعوت تنظیم کا بیج بوائے۔ اولاً بانی محترمؒ کے حکم پر وقتاً فوقتاً طویل چھٹی کی سہولت سے استفادہ کرتے رہے اور بعد ازاں

اپنے امیر کے حکم پر سمع و طاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بڑے کنبے کے باوجود (7 بیٹیاں اور ایک بیٹا) قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی اور اپنی ساری کشتیاں جلا کر اپنے آپ کو ہمہ تن، ہمہ وقت کتاب مبین اور دین حق متین کی خدمت کے لیے وقف کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے بعد چل سوچل۔ کبھی ایک ذمہ داری اور کبھی دوسری۔ غرضیکہ تنظیم میں مرکزی سطح پر تقریباً ہر ذمہ داری ادا کی۔ قائم مقام امیر تنظیم، ناظم عمومی، ناظم بیت المال اور انٹرنل آڈیٹر وغیرہ وغیرہ۔ جب شعبہ دعوت کا اجراء کیا گیا تو اس کے لیے بانی محترمؒ کی نظر انتخاب رحمت اللہ بٹر صاحب پر ہی پڑی کہ وہی اس کام کے لیے سب سے زیادہ موزوں شخصیت تھے اور پھر انہوں نے اپنے استاد کے تتبع میں پاکستان کا کونہ اور چپہ چپہ ”انی اعلنت لہم واسررت لہم اسرار“ کی شان کے ساتھ چھان مارا اور پاکستان ہی کیا بیرون پاکستان بھی یہ فریضہ سرانجام دیا۔ 1989ء میں باقاعدہ طور پر شعبہ تربیت کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تو ایک بار پھر بانی محترمؒ کی نظر میں کوئی نہ چچا سوائے رحمت اللہ بٹر صاحب کے اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے بھی اس انتخاب کا حق ادا کر دیا۔ پشاور اور سوات سے لے کر کراچی تک اور لاہور سے کوئٹہ تک تنظیم کے رفقاء کی تربیت کے لیے جاتے رہے۔ کبھی ٹرین اور کبھی بس پر حتیٰ کہ ایک موقع پر بس کی چھت پر پشاور سے تیرگرہ تک کا سفر کیا۔ کبھی سردی یا گرمی کی پرواہ نہیں کی۔ کھانے کے لیے جو ملتا بخوشی اور رغبت کھا لیتے۔ نہایت مشکل اور پیچیدہ موضوعات اپنے مخصوص سادہ انداز میں شگفتگی اور بقدر ضرورت ظرافت کے ساتھ دل نشین انداز میں سمجھاتے۔ تربیت گاہ کے شرکاء ایسا محسوس کرتے کہ جیسے وہ انہی کا حصہ ہیں۔ وہ بزرگوں کے ساتھ بزرگ۔ جوانوں کے ساتھ جوان اور بچوں کے ساتھ بچوں کی طرح پیش آتے۔ ہر شخص ان سے مل کر خوش ہوتا۔ گپ شپ کے ساتھ تربیت، کسی کو ”ابھائی“ تو کسی کو ”اوکا کا“ کہہ کر پکارتے۔ ہٹو بچو سے دور انتہائی درویشانہ اور قلندرانہ انداز۔ اختیاری فقر اور غیرت مندی کا جو درس اپنے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے سیکھا اس کی لاج رکھی اور اپنی عاقبت سنوارنے کے لیے اپنے وجود کو مشقت و کلفت کا عادی بنا لیا۔ لباس کے معاملے میں بہت لاپرواہ تھے۔ پاؤں میں عام سی چپل ہوتی تھی۔ نکاح اور ولیمہ کی تقریب میں جس لباس میں بیٹھے ہوتے بلا تکلف چل دیتے۔ اور کوئی شرم محسوس نہ کرتے۔ لگتا ہی نہیں تھا یہ شخص علم، عمل، تقویٰ اور ورع کا انتہائی بڑا پہاڑ ہے بلکہ وہ قصداً ایسا محسوس ہی نہیں ہونے دیتے تھے۔ صحت کی خرابی کی وجہ سے جب ان کی مصروفیات محدود ہو گئیں تب بھی ان کا عزم جوان تھا۔ بااصرار کہتے کہ مجھے کراچی بھجواؤ۔ فلاں جگہ بھجواؤ اور فلاں جگہ بھجواؤ یہاں تک کہ بالآخر ایک موقع پر خود ہی معذرت کر لی کہ اب میرا ذہن ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن جب تک جسم و جان نے جس حد تک بھی ساتھ دیا وہ نظم کے خوگر رہے اور حتی الامکان مستقل ہفتہ وار مرکزی اسرہ۔ توسیعی عاملہ اور شورلی کے اجلاس میں شرکت کرتے رہے۔

بٹر صاحب تقریباً ہر سال دورہ ترجمہ قرآن کراتے رہے، لاہور سے باہر نکل کر دوسرے شہروں میں بھی جا کر دورہ ترجمہ قرآن کرایا عموماً لوگ رمضان اپنے گھر پر

گزارنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرضی کے مطابق سحری و افطاری ملے مگر اس اللہ کے بندے نے کبھی سحری و افطاری کے کسی اہتمام کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ محترم بٹر صاحب کا پنجابی میں بھی سٹوڈیو کا ریکارڈ شدہ دورہ ترجمہ قرآن موجود ہے۔ بٹر صاحب تہجد کے بہت پابند اور شب بیدار تھے۔ رات کے آخری پہر بہت جلدی اٹھ جاتے اور دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ ان کا قیام بڑا طویل ہوتا تھا۔

رحمت اللہ بٹر مرحوم کو احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنون کی حد تک عشق تھا۔ جب 1989ء میں وہ ناظم تربیت بنے اور مبتدی و ملترم تربیتی کورسز کا سلسلہ شروع ہوا تو بٹر صاحب نے دوران تربیت ہر نماز کے بعد ایک حدیث بیان کرنے کی بنیاد ڈالی۔ بعد ازاں بٹر صاحب نے اسی مقصد کے لیے درجہ بدرجہ ایک ترتیب کے ساتھ احادیث نبویہ بیان کرنے کی خاطر احادیث کے متعدد کتابچے مرتب کیے۔ ان کی تصانیف اور مرتب شدہ حدیث کے کتابچوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

1- زادراہ برائے مبتدی رفقاء (احادیث)

2- زادراہ برائے ملترم رفقاء (احادیث)

3- امیر و مامور کے فرائض و حقوق (احادیث)

4- ایمانیات، اخلاقیات اور معاملات (احادیث)

5- روضۃ الصالحات (برائے خواتین) (احادیث)

6- ایمانیات ثلاثہ

7- اللہ تعالیٰ کا انسانوں اور مسلمانوں سے واحد مطالبہ

اس کے علاوہ دو کتابچے رمضان المبارک اور مجموعہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتی حیثیت میں بہت بڑی تعداد میں شائع کرائے اور انہیں مفت تقسیم کیا۔ رحمت اللہ بٹر صاحب مرحوم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس وقت موجودہ تنظیم کی اعلیٰ قیادت سمیت ہر رفیق نے ان سے تربیت حاصل کی ہے۔ وہ تنظیم کے ہر رفیق کے شفیق استاد تھے۔ حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”ابوبکرؓ نے ایسا راستہ اختیار کیا کہ اپنے بعد آنے والے کو مشقت میں ڈال گئے“ بلاشبہ اور بلا تمشیل محترم بٹر صاحب نے بھی ایسا راستہ اختیار کیا کہ اپنے بعد آنے والوں کو مشکل میں ڈال گئے۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

وفات سے چند روز قبل اپنے گاؤں تشریف لے گئے۔ واپس آ کر طبیعت کچھ خراب ہو گئی۔ بچوں کی جانب سے ہسپتال لے جانے کے لیے اصرار کیا گیا تو سختی سے منع کر دیا کہ جو علاج معالجہ کرانا ہے یہیں کروالو میں ہسپتال نہیں جانا چاہتا۔ جب طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی تو بیٹے نے ایسبولینس منگوائی اس حالت میں بھی ایسبولینس کے بیڈ کو دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کی مگر اٹھ نہ سکے۔ ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی ہسپتال کے گیٹ پر ہی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

باہم مشاورت کے بعد رات 10 بجے کا وقت نماز جنازہ کے لیے مقرر کیا گیا۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کو ان کے استاد، مربی، محسن، بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ لیکن ماڈل ٹاؤن انتظامیہ کی جانب سے اجازت نہ ملنے پر اور اسی طرح لاہور میں بعض دوسرے قبرستانوں کی انتظامیہ کی

جانب سے انکار پر فیصل آباد میں ان کے ابتدائی استاد مولانا ابراہیم کے پہلو میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ رات 10 بجے نماز جنازہ ادا کی گئی جو ان کے بیٹے حافظ محمد کاشف نے پڑھائی۔ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے وابستگان اور رفقائے تنظیم اسلامی نے اپنے استاد اور مربی کا آخری حق ادا کیا۔ بعد ازاں دوسرے دن صبح 8 بجے آبائی گاؤں میں بھی جنازہ ادا کی گئی۔ حلقہ فیصل آباد، حلقہ گوجرانوالہ، حلقہ پنجاب جنوبی اور وہ رفقاء جو قلت وقت کی وجہ سے لاہور نہ پہنچ پائے تھے وہ بھی اپنے استاد کے آخری حق کی ادائیگی کو پہنچ گئے۔ بعد ازاں مرحوم کو ان کے اپنے استاد مولانا ابراہیم کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

ساری زندگی کتاب و سنت کا نور پھیلانے والا، ردّ شرک و بدعت اور اتباع سنت کا عامل اور مبلغ اپنی موت کے موقع پر بھی درس دے گیا۔ راقم الحروف ناظم اعلیٰ کی معیت میں جب ان کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ بیٹا، داماد اور دوسرے رشتہ دار صبر کا دامن تھامے ہوئے موجود تھے۔ مشیت ایزدی کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے، غم و اندوہ کے آثار چہروں پر نمایاں، مگر کیا مجال کہ زبان سے بے چینی اور بے قراری کا ایک لفظ بھی ادا ہوا ہو یا کوئی غیر اضطراری حرکت سرزد ہوئی ہو۔ بلکہ ان کے صاحبزادے ”الولد سرلابیہ“ کے مصداق لوگوں کو تلقین کر رہے تھے کہ جتنا رونا چاہیں رو لیں مگر با آواز بلند بین بالکل نہ کریں کیونکہ والد محترم ساری زندگی اس کا درس دیتے رہے ہیں۔ مرد تو مرد اس گھرانے کی خواتین نے بھی جو مثالی کردار ادا کیا وہ قابل تحسین بھی ہے اور قابل رشک بھی۔ جنازہ کے اٹھنے کے وقت عام طور پر گھروں میں محشر سا ہوا ہوتا ہے گریہ و زاری، آہ و بکا اور نالہ و شیون کا ایک شور اٹھتا ہے۔ مگر اس موقع پر بھی اس گھر کے مکینوں اور سگواروں نے جس ضبط و تحمل، بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کا ثبوت دیا وہ دیدنی بھی تھا اور قابل اتباع بھی۔ اسی تربیت کا اثر تھا جو ان کی اولاد اور غمخواروں میں جھلک رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے اس پاکیزہ صفت اور پاک طینت بندہ نے اپنی زندگی کے 82 سال اپنے رب کی بندگی میں ہی بسر کیے۔ اسی کی بندگی کی طرف لوگوں کو پکارتا اور اسی کی بندگی کے سنگ ہائے میل طے کرتا ہوا، اس کے حکم کی تعمیل میں نفس مطمئنہ کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

سفید کفن میں لپٹا ان کا جسد خاکی اور ان کے سینے پر پھیلی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سجا ان کا پرسکون نورانی چہرہ ان کے روحانی اطمینان کا نماز تھا۔ اور رحمت اللہ کی یہ پاکیزہ روح یقیناً اللہ کی جنتوں اور پاکیزہ بندوں کے جلو میں اللہ کی رحمت میں سے اپنا حصہ پارہی ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

اللهم اغفر له وارحمه اعف عنه۔ اللهم حاسبه حساباً يسيراً

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللهم وفقنا لهذا۔

ہزاروں سال نرس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

توبہ کی ضرورت، اہمیت اور شرائط



(سورہ النجم کی آیت 32 کی روشنی میں)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ہیں۔ زیر مطالعہ آیت میں بھی یہی بات بیان ہو رہی ہے کہ اہل ایمان میں سے وہی نیک انجام تک پہنچیں گے جو کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچنے والے ہیں سوائے کچھ آلودگی کے۔ یہاں اللّمّم سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ جیسے قرآن حکیم میں دیگر مقامات پر بیان ہوا کہ جن کبیرہ گناہوں سے تمہیں منع کیا گیا اگر تم ان سے اجتناب کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری برائیوں کو مٹا دے گا۔ سورہ ہود میں ارشاد ہے:

”یقیناً نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔“ (آیت: 114)

احادیث مبارکہ میں وضاحت ہے کہ بندہ وضو کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں کئی چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بندہ ایک ایک قدم اٹھا کر مسجد کی طرف آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کئی چھوٹے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ جمعہ کے لیے آتا ہے تو ایک ایک قدم پر نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں اور صغیرہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی ہے کہ اگر برائی کر بیٹھے ہو تو نیکی کر لو، تمہارا یہ نیکی کرنا تمہاری برائی کو مٹا دے گا۔ البتہ اکثر اہل علم نے بیان فرمایا کہ اس سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی ہے۔ جبکہ کبیرہ گناہ ایسا عمل ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا یا آخرت کی سزا بیان فرمائی ہو، یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کے ارتکاب کرنے والے پر لعنت فرمائی ہو۔ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے سچی توبہ ضروری ہے۔ صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں سے معاف فرما دیتا ہے۔ البتہ یاد رہے کہ دائرس، دائرس ہوتا ہے، گناہ بڑا ہو یا چھوٹا اس کی نحوست لازماً ہوتی ہے۔ اہل ایمان میں صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچنے کی حساسیت ہونی چاہیے۔ اہل علم نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرتے چلے جانا، اس پر ڈٹے رہنا اور اس سے اجتناب کی بالکل

بنا ڈالا گیا اور نکاح کے معاملات کو اس قدر مشکل بنایا جا رہا ہے کہ دوسرے راستے آسان ہو گئے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ پھر یہ کہ دین نے زنا کو حرام بھی قرار دیا، زنا کے ارتکاب پر سزا بھی متعین فرمائی۔ غیر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا ارتکاب کرے اور جرم ثابت ہو جائے تو اس کے لیے سو کوڑوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اگر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا ارتکاب کرے اور جرم ثابت ہو جائے تو اس کے لیے بڑی شدید سزا ہے۔ یعنی رجم کی سزا جس میں پتھر مار مار کر ہلاک کیا جاتا ہے۔ زنا سے معاشرہ گندگی کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ اس لیے سخت سزائیں تجویز کی گئیں تاکہ لوگوں میں خوف رہے اور وہ اس گناہ سے دور رہیں۔ یہ سزائیں تب نافذ ہوں گی جب خلافت کا نظام قائم ہوگا۔ آج خلافت کا نظام نہیں ہے اسی لیے آج ہمارے معاشرے گندگی کا ڈھیر بن چکے ہیں۔ جوانیاں لٹ رہی ہیں، زندگیاں

مرتب: ابو ابراہیم

بر باد ہو رہی ہیں، خاندانی نظام تباہی اور بربادی کی طرف جاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی طرح شراب، موسیقی، فلمیں، ناچ گانے عام ہیں۔ ظاہر ہے ان کو دیکھ کر لوگوں کا تزکیہ تو نہیں ہوتا، اللہ سے قربت تو پیدا نہیں ہوتی یا فکر آخرت تو پیدا نہیں ہوتی۔ غلط قسم کے جذبات ہی جنم لیتے ہیں اور اس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ اسی طرح فحش لٹریچر ہو یا پورنو گرافی کا معاملہ ہو جو کچھ سوشل میڈیا اور ویب سائٹس پر دکھایا جا رہا ہے، کیا اس سے تقویٰ کے جذبات پیدا ہوں گے؟ ظاہر ہے گناہ کے جذبات پیدا ہوں گے، اشتعال انگیزی والے جذبات پیدا ہوں گے جو بالآخر معاشرتی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ اسی لیے اللہ قرآن میں حکم دیتا ہے کہ ”اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔“ یعنی ان تمام ذرائع سے دور رہو جو زنا کی طرف لے جانے والے

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورہ النجم کی آیت 32 کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ زیر مطالعہ آیت میں بہت اہم بات بیان ہو رہی ہے کہ جن لوگوں کا انجام نیک ہوگا وہ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی سے بچنے والے ہوں گے سوائے کچھ آلودگی کے۔ فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ط﴾ ”وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں سوائے کچھ آلودگی کے۔“

اللّمّم کا ایک مفہوم قریب ہونا بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک مفہوم جو اکثر مفسرین نے بیان کیا وہ ہے چھوٹی برائیاں، چھوٹے گناہ۔ ہمارا دین نہ صرف گناہوں سے بچنے کا حکم دیتا ہے بلکہ وہ یہاں تک کہتا ہے کہ وہ ذرائع، جو گناہ تک لے جاسکتے ہیں ان سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ۔ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَى﴾ (آیت: 32) ”اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ“ زنا تو ہے ہی حرام لیکن وہ ذرائع اور اعمال یا وہ طور طریقے یا وہ رویے کہ جو تمہیں زنا کے جرم تک لے جاسکتے ہیں، ان سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ۔ انگریزی میں ہم ایک جملہ استعمال کرتے ہیں: keep a safe distance۔ اسی طرح جہاں Danger لکھا ہو، ریڈ سگنل ہو، ریڈ مارک ہو وہاں ہم سمجھ جاتے ہیں کہ یہاں خطرہ ہے جو جان لیوا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دین بھی ہمیں بتا رہا ہے، اللہ کی کتاب بھی بتا رہی ہے کہ جو گناہ تک لے جانے والے ذرائع ہیں ان کے قریب بھی اگر تم گئے تو خطرہ ہے کہ گناہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فقہاء اس کو ”سد الذرائع“ کہتے ہیں۔ یعنی وہ ذرائع جو گناہ تک لے جاسکتے ہیں ان پر پابندی لگا دی جائے۔ چنانچہ دین نے نکاح کو آسان کیا ہے تاکہ زنا کا راستہ بند ہو۔ یہ ہمارا معاشرہ ہے کہ جہاں نکاح کو بوجھ

کوشش نہ کرنے کا طرز عمل بھی صغیرہ گناہ کو کبیرہ بنا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس نے اللہ کے حکم کو مسلسل نظر انداز کیا۔ صغیرہ گناہ تو نیکیوں سے معاف ہو جائیں گے البتہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے اور توبہ کی اپنی تفصیل ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بشارت دی ہے:

((التائب من الذنب کمن لا ذنب له))

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

”تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔“ (رواہ الترمذی)

توبہ کے فضائل ہیں لیکن قرآن یہ بھی کہتا ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا) (التحریم: 8) ”اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔“

وہ سچی توبہ کیا ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اقوال اور محدثین کی رائے سے اس کی چند بنیادی شرائط معلوم ہوتی ہیں:

1۔ دل میں ندامت ہو کہ میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ ہم غور کریں کہ کیا آج ہمیں احساس بھی ہے کہ ہم گناہ کر بیٹھے ہیں۔ پانچوں نمازیں کتنے لوگ ضائع کرتے ہیں کیا ان کو احساس ہے کہ ہم نے کتنا بڑا جرم کیا۔ لوگوں کا مال ہڑپ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی احساس بھی ہے کہ کتنا بڑا جرم کیا۔ سودی معاملات میں مبتلا ہیں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی حالت میں ہیں۔ کیا ہمیں احساس ہے کہ کتنی بڑی تباہی کا معاملہ ہم کر رہے ہیں؟ لہذا نیک انجام کے لیے ضروری ہے کہ ہم گناہوں سے سچی توبہ کریں اور سچی توبہ کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے دل میں ندامت ہو کہ میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ ندامت کا نام ہے۔

2۔ زبان پر توبہ استغفار کے کلمات بھی ہوں۔ قرآن میں اللہ نے رسولوں کی دعائیں نقل کی ہیں۔ حضرت آدم وحواء علیہما السلام کی دعا ہے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا سَكَنَةً وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (اعراف)

”اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم تباہ ہونے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ

الظَّالِمِينَ﴾ (الانبیاء) ”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے اور یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔“

اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ (ابراہیم) ”اے ہمارے پروردگار! مجھے میرے والدین اور تمام مؤمنین کو بخش دے، جس دن حساب قائم ہو۔“

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے دعائیہ کلمات سکھائے ہیں:

((استغفر الله ربي من كل ذنب واتوب اليه))

((استغفرا لله الذي لا اله الا هو الحى القيوم

واتوب اليه))

اس کے علاوہ اور بہت سارے کلمات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے۔ یہ بہترین دعائیں ہیں جو اللہ نے قرآن حکیم میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ

میں سکھائی ہیں۔ البتہ ہم لوگ عام طور پر دعا پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ دعا صرف پڑھے جانے والی شے نہیں ہے بلکہ یہ مانگنے والی شے ہے۔ دعا مانگی کب جاتی ہے اس کے لیے کسی مخصوص وقت کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ ہر وقت سنتا ہے اور ہر زبان میں سنتا ہے۔ جس زبان میں چاہیں مانگیں مگر نیت سچی ہونی چاہیے۔

3۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو قطرے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں ایک وہ خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں، اللہ کے دین کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے والے کے جسم سے گرتا ہے۔ دوسرا وہ قطرہ جو آنسو کی صورت میں اللہ کے خوف کی وجہ سے انسان کی آنکھ سے بہتا ہے۔ ہمارا رب بہت پیار کرنے والا ہے، بہت تھوڑے پرمان جاتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بندہ اللہ کے خوف کی وجہ سے تنہائی میں رویا وہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہوگا۔ اسی طرح

پریس ریلیز 9 اپریل 2021

عریانی اور فحاشی جنسی جرائم کی بنیادی وجہ ہے

شجاع الدین شیخ

عریانی اور فحاشی جنسی جرائم کی بنیادی وجہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انھوں نے کہا کہ ملک کے وزیراعظم نے توجہ دلائی ہے کہ جب معاشرے میں فحاشی بڑھے گی اور پردے کے اسلامی احکامات کی دھجیاں اڑائی جائیں گی تو لازماً یہ نتیجہ نکلے گا کہ جنسی بے راہ روی بے قابو ہو جائے گی اور جنسی جرائم میں اضافہ ہو جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ انتہائی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا سیکولر لبرل طبقہ اور میڈیا بھیڑیوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ درحقیقت یہ عناصر چاہتے ہیں کہ مغرب کا مکروہ معاشرتی نظام پاکستان میں مکمل طور پر مسلط ہو جائے۔ جس کے نتیجے میں فحاشی عام ہو، رشتوں کا تقدس پامال ہو، نکاح کی بجائے بدکاری کو فروغ ملے اور ہمارا خاندانی نظام مغرب کی طرح تباہ و برباد ہو جائے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارا دین مرد و عورت دونوں کو تقویٰ اور حیا کا حکم دیتا ہے اور دونوں کے لیے دنیا میں الگ الگ دائرہ کار مقرر کرتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب کوئی درندہ صفت کسی کم سن بچے یا بچی سے جنسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو میڈیا اور مذکورہ سیکولر عناصر شور و غوغا سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں حالانکہ یہ درندگی انہی سیکولر لبرل عناصر کی مادر پدر آزاد خیالی اور میڈیا کی تشہیر فحاشی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ جنسی جرائم کا خاتمہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اسلام کے معاشرتی نظام کو مکمل طور پر اپنائیں اور مرد و زن معاشرے میں اپنا وہ فطری رول ادا کریں جو اسلام نے انھیں تفویض کیا ہے۔ اسی صورت میں ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کے خوف کی وجہ سے جب کوئی بندہ روتا ہے اور اس خوف کی وجہ سے اس کے جسم پر کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔

4- چوتھی بات یہ ہے کہ گناہ کو چھوڑو اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں آ جاؤ۔ گناہ کے دو حصے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں نہیں کر رہے تو یہ گناہ ہے۔ اب اس گناہ کو چھوڑتے ہوئے ان احکام کو بجا لاؤ۔ اسی طرح اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کاموں سے منع فرمایا اگر وہ ہم کر رہے ہیں تو یہ گناہ ہے۔ لہذا اب ان گناہوں کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اللہ کا غضب گناہوں کے کرنے پر بڑھکتا ہے۔ اسی لیے تو پچھلی قومیں مٹائی گئیں۔ جب وہ شرک، کفر، ناپ تول میں کمی اور بے حیائی کے کاموں میں مبتلا ہوئیں تو اللہ نے ان کو برباد کر ڈالا۔ لہذا سچی توبہ کے لیے ضروری ہے کہ گناہ کو بالفعل چھوڑ دیا جائے۔ اصل میں توبہ کا مفہوم ہے: پلٹ آنا، واپس آ جانا، گناہ سے نفرت اور دوری اختیار کرنا، اللہ کی فرمانبرداری کی طرف پلٹ آنا۔ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرے، اس پر ندامت ہو، اللہ کے خوف سے آنکھ نم ہو اور زبان پر معافی کی دعا بھی جاری ہو، اللہ کے سامنے بندہ جھک جائے اور پھر پکارا دہ کرے کہ آئندہ میں نے گناہ نہیں کرنا۔ یہ اصل توبہ ہے۔

توبہ فقط توبہ توبہ کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ پلٹ آنے کا نام ہے۔ اب تک نماز ترک کیے بیٹھے تھے اب آؤ نماز کی طرف۔ زکوٰۃ میں ڈنڈی مار رہے تھے اب زکوٰۃ صحیح طریقے پر ادا کرو۔ ماں باپ کا دل دکھایا تھا، اب ماں باپ کے پیر پڑ جاؤ اور ان سے معافی مانگو۔ بیوی کے ساتھ ظلم و زیادتی کی تھی اب اس سے معافی مانگو۔ اگر بیوی نے شوہر کی نافرمانی کی ہے تو وہ شوہر سے معافی مانگے۔ رشتہ داروں سے قطع تعلقی کر رکھی ہے تو اب ان سے حسن سلوک کرو۔

5- اگر بندوں کی حق تلفیاں کی ہیں تو ان کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ میں نمازی ہو گیا بہت اچھی بات ہے لیکن اگر میں نے کسی کا مال ہڑپ کر رکھا ہے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اس کا مال لوٹانا پڑے گا۔ وہ گزر گیا ہے تو اس کے ورثا کو دینا پڑے گا۔ ہمارے ہاں ضرب بیہوشی پر پڑتی ہے۔ مالی معاملات کا درست ہونا، حقوق العباد کا درست ہونا ہمارے لیے بڑے حساس موضوعات ہیں۔ اگر بندوں کا حق مارا ہے، ان پر ظلم کیا ہے، وراثت میں سے حصہ ہڑپ کر گئے، کسی کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کیا ہے،

پڑوسی کا حق مارا ہے، کسی کا قرض لے کر بھاگے ہیں تو اب معافی بھی مانگنی پڑے گی اور ان کا حق بھی ادا کرنا پڑے گا تب توبہ قبول ہوگی۔ اپنے ہاتھ، پیر، زبان یا کسی بھی فعل سے کسی کو نقصان پہنچایا ہے تو معافی بھی مانگنی پڑے گی اور اگر حق واجب الادا ہے تو ادا کرنا پڑے گا۔ یہ نیک انجام کے لیے ضروری ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

”آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کمائی کے بارے میں جو وہ کرتے رہے تھے۔“ (یسین: 65)

وہ اللہ جس نے اپنے اذن اور حکم سے ہمیں پیدا کیا، جس نے اس وجود کو بنایا، اور زبان کو بولنے کی صلاحیت دی۔ کل وہ اللہ ہاتھوں اور پیروں کو بولنے کی طاقت بھی دے گا۔ آج ہم نیب سے ڈرتے ہیں، ایف آئی اے والوں سے ڈر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تھوڑا سا ڈر اللہ کا دل میں آجائے تو یہ سارے ڈر ختم ہو جائیں گے۔ بقول شاعر۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!
6: سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اب تک گناہ اور نافرمانیاں کرتے رہے ہو تو تم نے اپنی روح کو آلودہ کر لیا ہے اب آؤ اللہ کی اطاعت کی طرف اور اس فرمانبرداری میں لگ جاؤ۔ اپنی روح کی پاکیزگی اور اس کے تزکیہ کا سامان کرو۔ اب کھپاؤ اور گلا دو اپنے آپ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت میں تاکہ تم واقعتاً پاک ہو سکو۔ یہ ایک شرط سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے توبہ کے ضمن میں بیان فرمائی۔ زیر مطالعہ آیت کے اگلے الفاظ ہیں:

﴿إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ﴾ ”یقیناً آپ کا رب بہت ہی وسیع مغفرت والا ہے۔“

وہ ساروں کو معاف کر دے اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے اور وہ کہتا ہے:

”(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ کہیے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا! یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ (الزمر: 53)

اکثر اہل علم کے نزدیک قرآن حکیم کی سب سے زیادہ امید افزا آیت ہے۔ اللہ کو کیا مشکل ہے جس کو چاہے معاف کر دے۔

”پھر وہ بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب دے گا

جس کو چاہے گا۔“ (البقرہ: 284)

اس کو معاف کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ اصل مسئلہ ہمارا ہے کہ ہم پلٹتے ہیں کے نہیں، رجوع کرتے ہیں کے نہیں۔ ہم اپنے آپ کو اس کی مغفرت کا مستحق بنانے کی کوشش تو کریں۔ ایک حدیث قدسی میں بڑا پیارا انداز ہے جس میں اللہ نے ”یعبادی“ کے الفاظ سے دس مرتبہ خطاب فرمایا ہے۔ اللہ فرماتا ہے اے میرے بندو! تم دن میں بھی گناہ کرتے ہو، تم رات میں بھی گناہ کرتے ہو اور میں چاہوں تو سارے گناہوں کو بخش دوں، مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ لیکن توبہ پکی لے کر آئی ہے۔

یہ توبہ کی شرائط ہیں۔ یہ ہماری انفرادی توبہ ہے۔ ایک اجتماعی توبہ ہے۔ جس میں ایک پورے پاکستان کے لوگوں کی اجتماعی توبہ ہے اور ایک پوری امت مسلمہ کی اجتماعی توبہ ہے۔ اہل پاکستان کی توبہ یہ ہے کہ جب ہم نے اللہ سے پاکستان مانگا تھا تو اللہ سے وعدے کیے تھے کہ اے اللہ! تیری حاکمیت ہوگی، تیری کتاب و سنت کی بالادستی ہوگی، تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بالادستی ہوگی۔ لیکن 73 سال گزر گئے۔ کہاں ہے اللہ کا دین؟ کہاں ہے اللہ کی شریعت؟ کہاں ہے اللہ کے احکامات کا نفاذ؟ دھڑلے کے ساتھ شریعت کی خلاف ورزیاں اور اللہ کے احکامات کو چیلنج کرنے والے کام اجتماعی سطح پر ہو رہے ہیں۔ یہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی باتیں ہیں۔ ہماری اجتماعی توبہ ہوگی تو ہمارے اجتماعی معاملات ٹھیک ہوں گے۔ انفرادی توبہ ہو جائے تو آخرت میں فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ! لیکن اجتماعی معاملات درست کروانا چاہتے ہو تو اجتماعی توبہ کرنا ہوگی۔ اسی طرح امت کی اجتماعی توبہ کیا ہے؟ امت کو کس مقصد کے لیے چنا گیا تھا؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے“ (آل عمران: 110)

یہ اس امت کا اصل کرنے کا کام تھا۔ لیکن آج اجتماعی سطح پر امت اس کام سے دستبردار ہو چکی ہے۔ اس امت کا بڑا قرض ہم اہل پاکستان پر ہے کیونکہ نیکی کو قائم کرنے اور بدی سے روکنے کے لیے قوت نافذہ چاہیے۔ پہلا بڑا قرض تو اہل پاکستان پر ہے اور پوری امت کا فرض ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور بدی کو روکے۔ سادہ الفاظ میں اس کے لیے نظام خلافت کا قائم ہونا ضروری ہے، تب حکم نافذ ہوگا۔ یہ کام ہوگا تو اجتماعی توبہ ہوگی۔ تب امت کے حالات سنوریں گے اور ہمارے ملک کو بھی بحرانوں سے نجات ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

18

حضورِ حق — 5 — (V)

چنین دور آسماں کم دیدہ باشد
کہ جبریل امیں را دل خراشد
چہ خوش دیرے بنا کردند آنجا
پرستد مومن و کافر تراشد

ترجمہ (حالیہ مغربی سامراجی غلبہ کے) اس دور جیسا دور (تاریخ میں) آسمان نے کم ہی دیکھا ہوگا جہاں جبریل کا دل ان کی دین دشمن ابلہسی سرگرمیوں اور بے حیائیوں کو دیکھ کر کڑھتا ہے (کہ خدا بے زاری اور خدا دشمنی کی بنیاد پر چلنے والے) اس نظام نے کیسے خوش کن بت خانے وہاں (جگہ جگہ گلی گلی کلب، سینما ہال، ڈانس ہال، شراب خانے، جو خانے اور حرام کاری کے اڈے وغیرہ) بنا دیے ہیں کہ مومن وہاں (اپنی احقانہ سادگی و غلامی میں) پرستش میں محو (آقا کا صحیح و غلط حکم مان کر مطمئن) ہے جبکہ غالب و آقا کافر (خدا ناشناس، خدا بے زار، لبرل اور سیکولر) طبقہ اس کو بنا رہا ہے اور پھیلا رہا ہے۔

تشریح حالیہ مغربی تہذیب تاریخ انسانی کی بدترین تہذیب ہے اس صہیونی تہذیب (بنی اسرائیل) کو تو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے افکار و نظریات و طرز حکومت کو عام کرنا چاہیے تھا وہ ان پیغمبروں کے ماننے والے ہیں۔ آج اگر IMF، WB اور UNO دنیا میں ترقی پذیر ممالک کی امداد کے لیے شرط لگادیں کہ وہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور کی اصلاحات نافذ کرنا ہوں گی تو قرض لینے کی مجبوری میں سب ان اصلاحات پر عمل کریں گے اور ایک خدا شناس اور اخلاق دوست، علم دوست اور انسان دوست ماحول عام ہو جائے گا مگر یہ صہیونی تہذیب جان بوجھ کر عریانی، فحاشی، بے حیائی، شراب، جوا، بدکاری، سینما اور ناچ، فلمی ستاروں اور کھیل کے ستاروں کی کھیپ تیار کر کے عوام کو گمراہ کر رہی ہے اور بیدار خودی والے انسانوں سمیت جبریل امین کو بھی دکھ پہنچ رہا ہے کہ یہ وہی مسجود ملائک آدم ہے جو عریانی و فحاشی و جنسی اختلاط میں جانوروں سے بھی نیچے گر گیا ہے۔ زمانے نے عجیب خدا بے زار اور وحی دشمن ماحول دکھایا ہے کہ اس مغربی تہذیب نے جا بجا سینما گھر، کلب، شراب خانے، مخلوط تعلیم کے مراکز وغیرہ بنا دیے ہیں جنہیں بے خدا تہذیب کے پرستار کافر بنا رہے ہیں اور عالم اسلام ان کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہے اور ان مغربی سیکولر لبرل و خدا بے زار افکار کے بتوں کی پرستش کر رہا ہے۔ یاد رہے کہ جنوبی ایشیا اور شمالی افریقہ میں تو یورپ کو ڈیڑھ دو صدیاں ہو رہی تھیں مگر مشرق وسطیٰ میں عثمانی سلطنت کے اسلامی مقبوضات (جو مشرقی یورپ اور مشرق وسطیٰ) ہوئے تھے وہاں (جنگ عظیم اول 1914ء تا 1918ء) کے بعد یورپی منحوس سامراج کا غلبہ ہو گیا تھا اور ہر جگہ یہی تہذیب پاؤں جمار ہی تھی۔

حضورِ حق — 6 — (I)

عطا کن شورِ رومی ، سوزِ خسرو
عطا کن صدق و اخلاصِ سنائی
چناں با بندگی در ساختم من
نہ گیرم گر مرا بخشی خدائی

ترجمہ اے اللہ ہم مسلمانوں کو رومی کی شوریدہ سری (اپنے مشن کی دھن میں ہر وقت مست) دے اور خسرو جیسا سوز اور دل میں احساس زیاں عطا فرما اور سنائی جیسی پارسائی عطا کر۔ (اس لیے کہ) اب ہمارا حال غلامی میں اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ ہم محکوم رہنے میں ہی آسودگی و عافیت سمجھ رہے ہیں۔ ہم مسلمان امت نے بندگی اور غلامی سے اتنی اپنائیت پیدا کر لی ہے کہ اے اللہ! اگر تو ہم کو حکومت (خدائی اختیار) بھی عطا فرمائے تو اس کو بھی شاید قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔

تشریح دنیا میں حکمران ہونا ایک اعلیٰ اور برتر نفسیات کو جنم دیتا ہے اور بعض ناگزیر عوامل کے تحت کوئی قوم دوسرے کی غلام، ماتحت، مقروض اور زیر بار احسان آجائے تو اس قوم کی نفسیات ایک دوسرے رخ پر ڈھل جاتی ہے۔ گزشتہ دو صدیوں کی غلامی کے بعد پنجاب میں تو پہلے سکھ شاہی سکھ حکومت کی غلامی تھی اور پھر انگریز کی غلامی نے مسلمانوں کی انا، غیرت اور جوش و جذبہ ملی کو یکسر کچل کر دکھ دیا تھا اس سے کسی طرح کے جذبہ آزادی کی آرزو کا پیدا ہونا بھی محال نظر آ رہا تھا۔ علامہ اقبال ابلہسی کی مجلس شوریٰ اور نوجوانوں کے نام نظم میں فرماتے ہیں:

ۛ آرزو اول تو پیدا ہو سکتی نہیں کہیں ہو جائے تو مرجاتی ہے یار ہتی ہے خام
ۛ دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا
اے اللہ! انہیں مولانا روم جیسا جذبہ ملی اور محبت خداوندی اور عشق رسول ﷺ عطا فرما اور امیر خسرو جیسا کڑھنے والا دل عطا فرما * سنائی جیسا صدق و اخلاص بخش تاکہ مسلمان جذبہ ملی سے سرشار ہو کر آزادی کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ غلامی میں گلے میں انگریز کی طرف سے عطا کردہ سنہری پٹے کے نقش و نگار (حکومتی مراعات) پر خوش ہے حالانکہ غلامی کا پٹہ کپڑے کا ہو یا سونے کا ہے تو غلامی ہی کا پٹہ اور دینی و ملی حمیت کے خاتمے کا دوسرا نام۔ اس حال میں تو یہ امت، حکومت اور اختیار بھی کوئی دے تو شاید لینے کو تیار نہ ہو۔ (اے اللہ! اس امت کی کاپلٹ دے اور اس میں توحید کا جوش و خروش اور عشق محمد ﷺ کی وارفتگی اور جاں فروشی پیدا فرما دے۔ آمین)
* حدیث میں ہے کہ کسی جگہ برائی کو دیکھو تو اس کو یا زبان سے یا ہاتھ سے بدل دو یا دل میں بدلنے کا ارادہ کرو ورنہ ایمان کی نفی ہے۔

آج مسئلہ کشمیر حل ہو جائے تو پاکستان بھارت سے کشیدگی ختم کر دے گا لیکن بھارت کسی صورت کشیدگی ختم نہیں کرے گا کیونکہ بھارت کو مسئلہ پاکستان کے وجود سے ہلاک ہو گیا ہے

مودی نے کہا تھا کہ پوسٹ کرونا ورلڈ آڈر آر رہا ہے جس میں بھارت کا بہت اہم رول ہوگا۔ اس پر پاکستان کو غور کرنا چاہیے کہ اس نیو ورلڈ آڈر کے ذریعے وہ دنیا کو کس طرف لے جانا چاہتے ہیں اور اس میں پاکستان کہاں کھڑا ہوگا: رضاء الحق

پاک بھارت تعلقات، توقعات اور خدشات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں اچانک تبدیلی کی کیا وجوہات ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جونہی ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان اور بھارت دو ملک وجود میں آئے تو اسی وقت سے اس کشیدگی کا آغاز ہو گیا تھا جو آج تک قائم ہے۔ البتہ اس کشیدگی میں بڑے نشیب و فراز آئے، کبھی کشیدگی انتہائی کم ہوئی لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ کشیدگی مکمل طور پر ختم ہوگئی ہو۔ اس میں ایک بات سمجھ لیجئے کہ پاکستان بھارت کشیدگی صرف کچھ مسائل کی وجہ سے ہے۔ بالخصوص مسئلہ کشمیر کی وجہ سے ہے کیونکہ پاکستان سمجھتا ہے کہ بھارت کشمیریوں پر ظلم کر رہا ہے، ان کو حق استصواب رائے نہیں دے رہا۔ آج اگر کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے تو پاکستان کی طرف سے کشیدگی ختم ہو جائے گی۔ لیکن بھارت کا پاکستان سے کشیدگی کا جو مسئلہ ہے وہ بہت مشکل ہے کہ حل ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت کو کشیدگی پاکستان کے وجود سے ہے کہ پاکستان ہندو ماتا کو کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ جیسے پنجاب ہے کہ آدھا حصہ پاکستان میں ہے اور آدھا بھارت میں ہے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی کیک کاٹا گیا ہے کوئی نیچرل باؤنڈری نہیں ہے۔

اس وقت جو تعلقات میں تبدیلی آرہی ہے وہ عالمی حالات میں تبدیلی کی وجہ سے ہے۔ میرے خیال میں جب امریکہ میں صدر بدلتا ہے تو عالمی سطح پر خارجی طور پر کچھ تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب جو بائیڈن باراک اوباما کا نائب صدر تھا تب بھی اس کی پالیسی تھی کہ پاکستان بھارت کشیدگی میں کمی آئے

اور یہ دونوں چین کے خلاف امریکہ کے لیے کام کریں۔ افغانستان میں ٹرمپ نے ”افغان امن معاہدہ“ کیا تھا جس کے مطابق یکم مئی کو امریکی افواج کا انخلاء عمل میں آنا تھا۔ لیکن جیسے ہی امریکہ میں رجیم تبدیل ہوئی جو بائیڈن انتظامیہ نے یکنخت کہہ دیا کہ ہم تو اس معاہدہ کی پابندی نہیں کریں گے بلکہ ہم اس پر نظر ثانی کریں گے۔ ظاہر ہے

مرتب: محمد رفیق چودھری

پھر خطہ میں حالات کشیدہ ہو گئے۔ افغان طالبان اس پر خاموش تو نہیں بیٹھیں گے بلکہ وہ پوری شدت سے اس کا مقابلہ کریں گے۔ لہذا امریکہ کو پاکستان کی اس پوزیشن کی ضرورت تھی جو نائن الیون کے موقع پر تھی۔ یہ تو دو دہائیوں کی تاریخ ہے۔ بعض اطلاعات کے مطابق پاکستان کو نائن الیون کے بعد کی طرح ہی ایک بار پھر زوردار دھمکی دی گئی ہے کہ پاکستان افغانستان کے معاملے میں امریکہ کا ساتھ دے اور جواب میں پاکستان نے اس حد تک تو ساتھ دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہاں امن قائم ہو جائے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اس کا فوجی حل ممکن نہیں بلکہ اس کا سیاسی حل ہوگا، آپ کو انخلاء کرنا پڑے گا۔ اب بھارت کو پاکستان کے ساتھ تعلقات نارملائز کرنے کا اس لیے کہا جا رہا ہے کیونکہ پاکستان کو یہ یقین دہانی کرانے کی ضرورت ہے کہ اگر آپ افغانستان میں کوئی رول ادا کرتے ہیں تو آپ کو آپ کے مشرقی بارڈر سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا، ہم آپ کی بھارت سے صلح کر دیتے ہیں۔ بعض تجزیہ نگاروں کے نزدیک جب پاکستان کو بھارت سے کوئی خطرہ نہ ہو تو پھر مذاکرات

کرنے میں کیا حرج ہے۔

اسی طرح بھارت میں مودی سرکار کا جو ہندو تو ا کا نعرہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا کچھ عرصہ پہلے ہند چین لڑائی میں اس نعرے کا بھر کس نکل گیا۔ مودی کو اس کے بعد اپنی حیثیت کا پتا چل گیا ہے۔ پھر یہ خبریں بھی ہیں کہ اس دوران چین نے پاکستان کو عسکری طور پر بہت مضبوط کیا ہے۔ اس نے پاکستان کو ایسے ہتھیار دیے ہیں جو اس کے پاس نہیں تھے گویا کہ ہندوستان کو یہ شک ہو گیا کہ اگر میں چین کے ساتھ جنگ کروں گا تو پاکستان بھی اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ لہذا ایک تو یہ وجہ بنی کہ بھارت کا کچھ ناک رگڑا گیا تو وہ مذاکرات کی طرف آیا۔ ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ انڈیا کے اندرونی حالات ایسے ہو گئے کہ مودی کے ہوش کسی حد تک ٹھکانے لگے۔ ایک یہ کہ کسانوں نے پانچ ماہ سے مودی کی گردن پر انگوٹھا رکھا ہوا ہے اور مودی سرکار داخلی طور پر سخت ڈسٹرب ہے جس کی وجہ سے اس کی معیشت بہت بری طرح گر رہی ہے اور آگے مودی کو 2024ء میں الیکشن بھی لڑنا ہے۔ اس وقت انڈیا میں کانگریس کا کوئی لیڈر متحرک، جارحیت پسند قابل ذکر نہیں ہے جس کی وجہ سے مودی کو ایک بڑا فائدہ حاصل ہے۔

سوال: کیا پاکستان بھارت مذاکرات کا مقصد خطے میں امریکی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے؟

رضاء الحق: اس وقت امریکہ کو خطے میں جو چیلنجز درپیش ہیں ان میں سب سے بڑا چین ہے۔ یہی وجہ ہے پچھلے 20 سالوں میں امریکہ کی ساری خارجہ پالیسی چین کے گھیراؤ کے لیے ایشیا میں شفٹ ہوئی ہے جس کے بہت

سارے عملی مظاہر سامنے آچکے ہیں۔ مثال کے طور پر چین پر تجارتی پابندیاں لگائی گئیں اور اس کے خلاف اتحاد کو آڈ بنایا گیا۔ دوسری طرف چین بھی اس معاملے میں خاموش نہیں رہا۔ پچھلے کچھ عرصہ میں چین نے اپنی معیشت کو ترقی دینے کے لیے بہت سارے کام کیے ہیں۔ سی پیک اور بی آر آئی اس کی بڑی بڑی مثالیں ہیں۔ حال ہی میں چین کا ایران کے ساتھ پچیس سال کے لیے چار سو ارب ڈالر کا معاہدہ بھی اسی طرف ایک پیش رفت ہے۔ پھر یہاں ایشیا میں جتنے ممالک ہیں ان کے ساتھ چین کے تعلقات بڑھتے جا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کا یہاں تک خیال ہے کہ چین نے اپنی پالیسی مستقل بنیاد پر استوار کی ہے تاکہ اس کی پالیسی بار بار تبدیل نہ ہو اور اس کے حلیف ممالک کی پالیسیز بھی بار بار تبدیل نہ ہوں۔ چین کی یہ سوچ ہے کہ وہاں پر ایسی حکومتیں ہونی چاہئیں جو مستحکم اور مستقل ہوں۔ کچھ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ میانمار میں ہونے والی بغاوت کے پیچھے بھی چین کا ہاتھ تھا۔ جہاں تک خطہ میں امریکی مفادات کا تعلق ہے تو اس کی توجہ صرف چین پر ہی نہیں بلکہ بھارت بھی اب اس کی توجہ کا مرکز بن چکا ہے کیونکہ اس کے مطابق بھارت اس پورے خطے میں امریکہ کا فرنٹ مین بن کر کام کرے گا۔ اصل میں امریکہ کی پشت پر اسرائیلی لابی ہے اور اس کے مفادات بھی اس خطہ کے ساتھ جڑتے ہیں۔ اس لیے وہ بھی چاہتا ہے کہ یہاں اس کے مفادات کا تحفظ ہو۔ کشمیر کے بارے میں ایک اور رائے جس کی تصدیق تو نہیں ہو سکتی سامنے آرہی ہے کہ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ اگر افغانستان میں وہ ناکام ہو تو پھر کشمیر کو اپنا آڈ بنائے گا تاکہ اس پورے علاقے میں اپنی موجودگی اور اپنی عسکری اسٹیبلشمنٹ کو استعمال میں لاسکے۔

حال ہی میں چین اور امریکہ کے درمیان دو دن کے تجارتی مذاکرات ہوئے ہیں۔ جن میں چین کا وزیر خارجہ اور امریکی وزیر خارجہ انتھونی بلنکن بھی موجود تھے۔ اس بات چیت میں بہت زیادہ سخت زبان استعمال کی گئی۔ بلنکن نے بار بار چین کو کہا کہ تم غلط کر رہے ہو، یعنی وہاں بہت زیادہ غیر سفارتی زبان استعمال کی گئی اور چین کی طرف سے بھی اسی ٹون میں جواب دیے گئے اور کوئی معاملہ طے ہوئے بغیر یہ دو دن کی بات چیت ختم ہوئی۔ چینی وزیر خارجہ نے واپس

آ کر بعض امریکی کمپنیز اور کچھ افراد پر پابندیاں لگانے کا فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد چین اور روس کے درمیان ایک سٹریٹیجک ڈائلاگ بھی ہوا جس کے اندر یہ بات سامنے آئی کہ برٹین ووڈزاکارڈ جس کے تحت اس وقت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا معاشی ورلڈ آرڈر چل رہا ہے کو کاؤنٹر کرنے کے لیے اور چین اور روس اپنا ایک آڈر سامنے لے کر آئیں گے۔ بہر حال اس وقت امریکہ اور اس کا پشتی بان اسرائیل یہ چاہتے ہیں کہ اس خطے میں انڈیا اور پاکستان کو اپنے مہروں کے طور پر استعمال کر کے کسی نہ کسی طرح افغان طالبان اور چین کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو روکا جاسکے۔

سوال: پاکستان بیرونی قوتوں کے ہاتھوں کب تک استعمال ہوتا رہے گا؟

بھارت میں مودی سرکار کا جو ہندو تو ان کے نعرہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا کچھ عرصہ پہلے ہند چین لڑائی میں اس نعرے کا بھر کس نکل گیا۔ مودی کو اس کے بعد اپنی حیثیت کا پتا چل گیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: آج کے دور میں کسی ملک کے دفاع کا انحصار معیشت پر ہوتا ہے۔ لہذا جس ملک کی معیشت کمزور ہو اس کا دفاع بھی کمزور ہوتا ہے۔ وہ کسی کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا اور پاکستان کی اکانومی کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ لیکن دوسری طرف ڈپلومیسی بھی ایک شے ہے۔ اگر پاک بھارت تعلقات بہتر ہوں گے تو پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ لیکن دوسری طرف اگر پاکستان امریکہ کی بات مان کر افغانستان میں افغان طالبان کے خلاف استعمال ہوتا ہے یا چین کے خلاف استعمال ہوتا ہے تو اس کے بہت بڑے نقصانات ہوں گے۔ ان مذاکرات کا یہ مطلب بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ہم بھارت کے معاملے میں بالکل بے فکر ہو جائیں بلکہ ایسی پالیسی اپنائی جائے کہ انڈیا کے بس میں یہ بات نہ رہے یا اس کے لیے ممکن نہ رہے کہ وہ پاکستان پر حملہ کرے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ بھارت اپنی تخریب کاریوں سے باز نہیں آئے گا لیکن بھارت کے ساتھ ڈپلومیٹک مذاکرات ہونے چاہئیں۔ چین نے بھی یہی کہا ہے کہ پاکستان انڈیا سے مذاکرات کرے۔ چین کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر دفعہ مذاکرات میں اس حد تک جاتا ہے جس میں

اس کے مفادات کا تحفظ ہو۔ یہ صلاحیت اگر پاکستان کے فارن آفس میں آجائے کہ مذاکرات میں پاکستان کے مفادات کے تحفظ کو یقینی بنا سکے اور جہاں اس کے مفادات کے خلاف بات جا رہی ہو تو وہاں ٹال مٹول کر سکے جیسے بھارت کشمیر کے معاملے میں کرتا آ رہا ہے تو یہی طرز عمل پاکستان افغانستان کے معاملے میں بھی اپنا سکتا ہے۔

سوال: کیا آج تک پاکستان نے ایسے ڈپلومیٹک مذاکرات کیے ہیں کہ انڈیا سے اپنا مفاد حاصل کیا ہو؟

ایوب بیگ مرزا: ایک مثال ایسی ہے کہ جس کو سامنے رکھیں تو لگتا یہی ہے کہ پاکستان نے اپنے مفادات کا تحفظ کیا تھا۔ وہ مثال شملہ معاہدہ کی ہے۔ اس وقت پاکستان شکست خوردہ تھا۔ میں ذوالفقار علی بھٹو کی بہت سی پالیسیوں سے متفق نہیں ہوں بالخصوص ان کی نیشنلائزیشن کی پالیسی نے پاکستانی معیشت کی کمر توڑ دی تھی۔ لیکن انہوں نے جو شملہ معاہدہ کیا اس میں پاکستان نے کامیابی حاصل کی تھی۔

رضاء الحق: عالمی صورت حال کی وجہ سے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ آج سے تیس سال پہلے جب امریکہ سپریم پاور آف دی ورلڈ تھا اس وقت پاکستان کی جو پوزیشن تھی وہ آج نہیں رہی۔ دنیا کے حالات بھی کافی حد تک تبدیل ہو چکے ہیں۔ جب ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں تو اتحادی ممالک ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے ہیں۔ اس وقت چین کے تعاون سے پاکستان کی یہ پوزیشن بن چکی ہے کہ وہ امریکہ کے کچھ مطالبات کو ماننے سے انکار کر دے۔ جیسا کہ اس نے سعودی عرب کو بھی کچھ چیزوں میں انکار کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انڈیا کشمیر کے معاملے میں کم از کم پیچھے نہیں ہٹے گا۔ وہ 370 اور A-35 واپس لینے سے تو رہا البتہ پاکستان کے وزیر خارجہ نے یہ بیان دیا ہے کہ اگر کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوگا تو مذاکرات آگے نہیں جائیں گے۔ اس تاریخی و اصولی موقف پر ہمیں ڈٹے رہنا چاہیے۔

سوال: دنیا ایک دفعہ پھر بائی پولر ہو گئی اس نئی صف بندی میں پاکستان کا کیا کردار رہے گا؟

رضاء الحق: نظار پاکستان کا کردار بہت چھوٹا سا ہے لیکن خوابوں کی دنیا میں بیٹھ کر دیکھیں تو یہی لگتا ہے کہ پاکستان ایک بہت طاقتور ملک ہے، اس کے پاس بہت پونیشنل ہے اور وہ مستقبل میں شاید بہت بڑا کردار ادا کر سکے۔ اس وقت چین کی پالیسیوں میں وہ اہم کردار ادا کر رہا ہے اور دوسری طرف امریکہ کی پالیسی میں اہم رول

مجیب الرحمان کی بیٹی ہے جو بنگلہ دیش کا بانی لیکن پاکستان توڑنے کا ذمہ دار ہے۔ اس بات کو ہم فراموش نہیں کر سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ کیا ہے یہ بنگلہ دیشی حکومت نے کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بھارت چین جنگ اور چین کے خطے میں بڑھتے ہوئے اثر رسوخ کی وجہ سے حالات کافی تبدیل ہوئے ہیں۔ ورنہ اگر آج سے دس پندرہ سال قبل والی صورتحال ہوتی تو یہ جشن کافی بڑے پیمانے پر منایا جاتا تھا۔ البتہ یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ وہ اپنی پچاس سالہ سالگرہ نہ مناتے اور یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ انڈیا کا سربراہ وہاں نہ جاتا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود حالات نے ان کو مجبور کیا ہے کہ انہوں نے بڑے لیول پر یہ جشن نہیں منایا۔ ورنہ بہت سارے ممالک کے سربراہان کو بلا یا جاتا اور بڑے پیمانے پر اس دن کو منایا جاتا۔ ایک بات اور نوٹ کر لیں کہ مسئلہ کشمیر جب بھی حل ہوگا چاہے ایک سال میں ہو یا ایک صدی میں وہ اس وقت حل ہوگا جب بھارت پر ایک انتہا پسند حکمران مسلط ہوگا۔ غیر جانبدار یا درمیانہ ذہن رکھنے والے بندے کی حکومت میں یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کوئی مودی سے بھی بڑا انتہا پسند آجائے لیکن ایسا انتہا پسند مودی بھی بن سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ شر میں سے خیر نکالے گا۔

سوال: کیا مسئلہ کشمیر حل ہوئے بغیر پاکستان کو بھارت سے مصالحتی بنیاد پر مذاکرات کرنے چاہئیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان یہ مذاکرات صرف امریکہ کو انکار نہ کرنے کے لیے کرے گا لیکن پاکستان امریکہ کا اصل کام نہیں کرے گا۔ امریکہ کو پاک بھارت دوستی مقصود نہیں ہے بلکہ وہ ان دونوں کو چین اور افغان طالبان کے خلاف اکٹھا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پاکستان ایسا نہیں کرے گا البتہ امریکہ کے کہنے پر مذاکرات کرے گا اور ان مذاکرات کا کوئی حل نہیں نکلتے گا۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ ایک ذہین رفیق تنظیم (پیدائشی نابینا)، عمر 26 سال، لیکچرار کے لیے دینی شعائر پر کاربند رفیقہ کا رشتہ درکار ہے، ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0336-6247331

establishing a consultative body to discuss all aspects of Allies' security interests vis-à-vis China". The emphasis is to "defend against any Chinese activities that could impact collective defense, military readiness or resilience in the Supreme Allied Commander Europe's (SACEUR) Area of Responsibility."

3. "NATO should outline a "global blueprint" for better utilizing its partnerships to advance NATO strategic interests. It should shift from the current demand-driven approach to an "interest-driven approach" and consider providing more stable and predictable resource streams for partnership activities. NATO's Open-Door Policy should be upheld and reinvigorated.

یعنی نیٹو کو اب یہ دیکھنا ہے کہ اس کے دنیا میں جتنے مفادات ہیں ان کو اب کس طرح آگے لے کر چلنا ہے۔ بہر حال صورت حال ایسی بنتی جا رہی ہے کہ اسرائیل اور امریکہ اب انڈیا اور دوسرے اپنے اتحادی ممالک کو اپنی طرف کھینچیں گے اور ایک اتحاد بنانے کی کوشش کریں گے۔ ظاہر ہے اس کے خلاف بھی اتحاد بنیں گے اور دنیا بانی پولر کی طرف جائے گی۔ دوسری طرف چین اور روس بہت قریب آچکے ہیں۔ ان کے ساتھ پاکستان، ایران، افغان طالبان، ترکی وغیرہ کا اتحاد بنے گا۔ بظاہر یہ اتحاد بہت چھوٹا ہے لیکن مستقبل میں نیٹو کو اس اتحاد سے خطرہ نظر آتا ہے اس لیے انہوں نے اس کے خلاف ایکشن لینے کا بھی سے پلان بنانا شروع کر دیا ہے۔

سوال: بنگلہ دیشی حکومت کا جشن آزادی منانا، مودی کی اس میں شرکت اور تنازعہ بیان۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی بات یہ ہے کہ شیخ حسینہ واجد شیخ

ہے۔ یعنی پالیسیاں کسی اور کی ہیں اس میں رول پاکستان کا آجاتا ہے۔ البتہ پاکستان کی اس وقت خود ایسی پوزیشن نہیں ہے کہ وہ عالمی پالیسیوں پر اثر انداز ہو سکے۔ دو ماہ پہلے بھارتی وزیر اعظم نے ایک تقریب کے دوران کہا کہ پوسٹ کورونا نیو ورلڈ آرڈر آ رہا ہے جس میں بھارت کا ایک بڑا اہم کردار ہوگا۔ میں بڑا سوچتا رہا کہ یہ کس نیو ورلڈ آرڈر کی بات ہو رہی ہے۔ حالانکہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے لیکچرز میں بڑی تفصیل سے اس چیز کا ذکر موجود ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ جنگ عظیم اول سے پہلے ایک نیو ورلڈ آرڈر آیا کہ خلافت عثمانیہ کو ختم کرنا ہے اور اس کی جگہ ایک نیا عالمی نظام لے کر آنا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد صہیونی لابی طاقتور ہوئی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ ایک سپر طاقت کے طور پر سامنے آیا۔ پھر 1990ء میں سینٹرل بٹش نے ایک نئے نیو ورلڈ آرڈر کا اعلان کر دیا کہ امریکہ اب سپریم پاور آف دی ورلڈ ہے۔ اب وہ جو چاہے گا وہ کرے گا۔ پھر 2001ء میں نائن الیون کا ڈراما رچایا گیا اور افغانستان اور عراق پر حملہ کیا گیا اور جو نیو ورلڈ آرڈر کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مسلم ممالک کو ٹارگٹ کر کے مظالم ڈھائے اور اپنے اتحادیوں بشمول اسرائیل کو فائدہ پہنچایا۔ اب ایک اور نیو ورلڈ آرڈر کی جو بات کی جا رہی ہے اس حوالے سے ہمارے صاحب حل و عقد کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ یہ دنیا کو کس طرف لے کر جانا چاہ رہے ہیں اور ہم وہاں پر کہاں سٹینڈ کریں گے۔ انہوں نے نیٹو کی 2030 پالیسی دی ہے جس کے تین پوائنٹس بہت اہم ہیں:

1. "The Alliance must respond to Russian threats and hostile actions (...) without a return to 'business as usual' barring alterations in Russia's aggressive behavior and its return to full compliance with international law."

2. "China is depicted as a tsunami of "security challenges": "The Alliance should infuse the China challenge throughout existing structures and consider

استقبالِ رمضان: صبر، تقویٰ اور تربیتِ نفس

حافظ عاکف سعید

احساس ضرور ہوتا ہے جو فاقوں میں زندگی گزارتے ہیں۔

اس ماہ کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ ”اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔“ عام طور پر روزہ رکھنے سے کچھ لوگ اس لیے بھی کتراتے ہیں کہ سارا دن مشقت نہیں ہو سکے گی تو ہماری کارکردگی پر فرق پڑے گا اور اس طرح ہماری کمائی میں کمی آسکتی ہے۔ اس اندیشے کا ازالہ کر دیا کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بندہ مومن کو یقین ہونا چاہیے کہ روزے کی وجہ سے اس کے رزق میں کوئی کمی نہیں آئے گی، چاہے کارکردگی عام دنوں سے کم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا: ”جس نے اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا“ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔“

یہاں ایک لمحہ رک کر سوچنا چاہیے کہ ہماری ہمدردی اور غم گساری کے سب سے زیادہ مستحق کون لوگ ہیں۔۔۔؟ اس کا جواب یقیناً یہ ہے کہ ہماری ہمدردی کے مستحق معاشرے کے وہ لوگ ہیں جنہیں عام دنوں میں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں آتی۔ اگر آپ ان کا روزہ افطار کرائیں تو اس سے معاشرے کے اندر جو بھائی چارے کی فضا بنے گی اس کا ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی پُر مغز خطبہ جاری تھا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے گویا درمیان میں یہ سوال پوچھ لیا: ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا“ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا ایک کھجور پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے۔ اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ہوئے ہر عشرے کی الگ خصوصیات کا ذکر فرمایا: ”اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ

انسان جو بھی نیکی کرے وہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے اس لیے کہ اگر نیت ریاکاری اور شہرت کی ہو تو وہ نیکی برباد ہو جائے گی۔ اس ماہ میں خلوص نیت سے ادا کیے گئے نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اس ماہ کو نیکیوں کا موسم بہا کہا جاتا ہے۔

اس ماہ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔“ یہ مہینہ واقعی صبر کا ہے اس لیے کہ اس میں جائز، حلال اور طیب چیزوں سے بھی انسان صبح صادق سے غروب آفتاب تک رکتا ہے۔ یہ رکنا دراصل صبر اور تقویٰ کی تربیت ہے۔ انسان کی نفسانی خواہشات میں حدود کو پھلانگنے کا رجحان پایا جاتا ہے جب کہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان سارا سال اپنے آپ کو حرام سے روکے رکھے گناہ سے باز آجائے اور منکرات سے اجتناب کرے، اسی کا نام صبر ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کسی تکلیف یا مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لینا ہی صبر ہے جب کہ حقیقت میں صبر کا مفہوم بہت جامع اور ہمہ گیر ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی نے صبر کے تین درجے مقرر کیے ہیں (1) گناہوں سے اپنے آپ کو روکنا (2) اطاعت، بندگی اور دینی فرائض کی ادائیگی پر کاربند ہونا (3) مشکلات اور سختیوں میں صبر کرنا۔ خاص طور پر اقامت دین کی جدوجہد کے مراحل میں آنے والی سختیوں کو جھیلنا، برداشت کرنا اور پھر استقامت کا مظاہرہ کرنا۔ اس اعتبار سے گویا پورا دین صبر کی تشریح میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر صبر کو جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

اس مبارک مہینے کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ”یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے۔“ اس ماہ میں غم گساری اور ہمدردی کے احساسات انسان میں پیدا ہوتے ہیں۔ غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ خوش حال اور کھاتے پیتے گھرانے کے لوگ جب روزہ رکھتے ہیں تو انہیں کم از کم ان لوگوں کا

ماہ رمضان بہت ہی برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں اللہ کی رحمت گویا ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند ہو جاتی ہے اور ہر نیک عمل کا اجر ستر گنا بڑھ کر ملتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کسی بھی مشق سے بغیر منصوبہ بندی اور ذہنی تیاری کے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ انسان کی اسی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شعبان کے آخری روز ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا تھا، جس میں رمضان کے فضائل کے ساتھ اس کی خصوصیات کا بھی ذکر فرمایا اور اس میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی تلقین بھی کی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک اہم خطبہ دیا اور اس میں آپ نے فرمایا: ”اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے جس کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

سورۃ البقرہ میں بھی اس مہینے کے روزے کی فرضیت کا اعلان کیا گیا ہے: ”تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے۔“

اس مہینے میں روزہ رکھنا تو فرض ہے جب کہ رات کا قیام نفل ہونے کے باوجود بہت ہی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ قیام اللیل کا اطلاق سورۃ المزمل کی آیات کی روشنی میں کم سے کم ایک تہائی رات پر ہوتا ہے، لیکن خلفائے راشدین کے دور سے ہی اس کا کم سے کم نصاب امت کے اندر رواج پا گیا ہے اور وہ ہے نظام تراویح۔ یہ قیام اللیل بہت اجر و فضیلت کا باعث ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے مہینوں کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔“

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 تا 31 مارچ 2021ء)

جمعرات (25 مارچ 2021ء) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ رات کراچی واپسی ہوئی۔
 جمعہ (26 مارچ 2021ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں معمول کی مصروفیات رہیں۔ رات لاہور واپسی ہوئی۔
 ہفتہ، اتوار اور سوموار (27، 28، 29 مارچ 2021ء) کو توسیعی عاملہ، بورڈ آف گورنرز، دین حق ٹرسٹ اور مرکزی شوریٰ کے اجتماعات میں شرکت کی۔ اس دوران محمد ناصر بھٹی صاحب اور سجاد سرور صاحب کے ساتھ نائب امیر اور ناظم اعلیٰ کے ہمراہ ملاقات فرمائی۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب اور شاہد رحمن صدیقی صاحب سے بھی نائب امیر کے ہمراہ ان کے شعبوں سے متعلق امور پر ملاقاتیں کیں۔ مرکز میں ایک درس کی ریکارڈنگ بھی کرائی۔
 سوموار (29 مارچ 2021ء) کی سہ پہر کو کراچی واپسی ہوئی۔
 منگل و بدھ (30 و 31 مارچ 2021ء) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔ اس دوران نائب امیر صاحب سے آن لائن مسلسل رابطہ کا سلسلہ جاری رہا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ ملتان کینٹ کے امیر عمر کلیم خان علیل ہیں۔ برائے بیمار پرسی: 0301-7537007
 ☆ حلقہ ملتان، ممتاز آباد کے رفیق ڈاکٹر محمد یونس چٹھہ کاروڈا ایکسڈنٹ ہوا ہے۔ برائے بیمار پرسی: 0300-6338311
 ☆ حلقہ پوٹھوہار، جہلم کے ملتزم رفیق محمد اشرف کافی دنوں سے بیمار ہیں۔
 ☆ تنظیم ملتان کینٹ کے نقیب پیر عبدالصمد کورونا کے بخار میں مبتلا ہیں۔
 ☆ اسرہ ڈیرہ غازی خان کے رفیق ولی لودھی کورونا کے بخار میں مبتلا ہیں۔
 اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کا ملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا بِشِفَاؤِكَ شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا

اللَّهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا بِشِفَاؤِكَ شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا

☆ تنظیم اسلامی کے مرکزی راہنما محترم چودھری رحمت اللہ بٹر قضائے الہی سے وفات پا گئے۔
 برائے تعزیت: 0321-3444436
 ☆ حلقہ کراچی شمالی، فیڈرل بی ایریا کے ناظم رابطہ آفتاب احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0313-4455515
 ☆ حلقہ کراچی شمالی، بلدیہ ٹاؤن کے نقیب آغا آصف کے ماموں وفات پا گئے۔
 ☆ حلقہ ملتان، ممتاز آباد کے رفیق محمد شفیق احمد کے برادر نسبتی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0345-2472721
 برائے تعزیت: 0333-6444450
 ☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے منفرد ملتزم رفیق قاضی عبدالرشید کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
 برائے تعزیت: 0333-5563851
 ☆ اسرہ تونسہ شریف کے نقیب جناب رضا محمد گجر صاحب کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0333-6461909
 ☆ اسرہ لیہ کے نقیب جناب چوہدری صادق علی صاحب کی خالہ وفات پا گئیں۔
 ☆ رفیق تنظیم اسرہ ڈیرہ غازی خان کی ساس وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0300-6762276
 اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَاَرْحَمِهِمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

مغفرت اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔“
 استقبال رمضان کے حوالے سے انتہائی اہم خطبے کے آخری الفاظ یہ ہیں:

”اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔“
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“ ایک حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے: جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹی بات بنانا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ محض اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ اصل میں روزہ وہی ہے جو مکمل آداب اور شرائط کے ساتھ رکھا جائے۔

رمضان واقعی نیکیوں کی برسات کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں اگر ہم صحیح معنوں میں محنت کر کے اپنے نفس کی تربیت کر لیں تو اس کا اور کوئی بدل نہیں ہو سکتا اور اگر ہم اس ماہ میں بھی اللہ کی رحمت سمیٹنے اور اپنی بخشش کرانے سے محروم رہ جائیں تو پھر ہم سے بڑا بد نصیب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

درحقیقت رمضان المبارک کے دو متوازی پروگرام ہیں، ایک ہے دن کا روزہ اور دوسرا ہے رات کا قیام۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں۔“

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا: ”روزہ اور قرآن (قیامت کے روز) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا، اے رب! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور خواہشات نفس سے روکے رکھا، تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کے وقت سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت بندے کے حق میں قبول کی جائے گی اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا۔“

رمضان المبارک کے حوالے سے خصوصی ہدایات

فرید اللہ مروت

انٹرنیٹ و سوشل میڈیا سے احتراز:

رمضان المبارک میں اوقات کی قدردانی بڑی اہم ہے، آج کل انٹرنیٹ و سوشل میڈیا وقت کے ضیاع کا بڑا سبب بن رہے ہیں، لہذا رمضان میں ان کے استعمال کو ختم یا محدود کرنے کی کوشش کریں، امام مالکؒ و دیگر اسلاف کا تو یہ تک معمول تھا کہ رمضان آتے ہی علمی مجالس بھی موقوف فرمادیتے اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتے۔

ٹی وی سے احتراز:

ٹی وی پر خواہی نخواہی خرافات پر نظر پڑ جاتی ہے لہذا رمضان کی آمد سے قبل اس سے جان چھڑانے کی کوشش کریں۔ ٹی وی پر رمضان نشریات کے نام پر اکثر پروگرام غیر شرعی اور مخلوط ہیں، ایک آدھ دینی پروگرام درست بھی ہو تو اسے بنیاد بنا کر ٹی وی کے سامنے وقت ضائع کرنا ہوشمندی نہیں کیونکہ دینی پروگرامز کے دوران اشتہارات میں موسیقی اور نامحرم عورتیں رمضان کی روحانیت ختم کرنے کے لیے کافی ہیں۔

رمضان سے پہلے خریداری کر لیں:

رمضان عبادت کا مہینہ ہے شاپنگ و خریداری کا نہیں نیز رمضان میں رش اور مہنگائی کی وجہ سے وقت اور پیسے کا ضیاع ہوتا ہے لہذا رمضان کی آمد سے قبل عید کی شاپنگ مکمل کر لیں اور اہل خانہ کو بھی یہ بات سمجھائیں۔

رمضان کے لیے کاموں کا بوجھ ہلکا رکھیں:

گھر میں کوئی تعمیراتی یا رنگ و روغن کا کام کروانا ہو، مشین کی مرمت ہو، گاڑی یا سواری کا کوئی لمبا اور پیچیدہ کام ہو اسی طرح دفاتر و کارخانوں کے محنت طلب پروجیکٹ ہوں تو انہیں رمضان المبارک سے پہلے پہلے نمٹانے کی کوشش کریں۔

نظام الاوقات ترتیب دیں:

رمضان المبارک میں اپنا نظام الاوقات مرتب کریں، جس میں صبح اٹھ کر تہجد، ذکر، دعائیں، سحری، نماز فجر اور تلاوت سے لے کر افطاری، تراویح و دیگر معمولات تک کے لیے مناسب وقت متعین ہو اور نیند و آرام کی بھی بھرپور رعایت رکھی جائے۔

خادم اور ملازم پر کاموں کا بوجھ ہلکا کریں:

رمضان المبارک میں نوکر و ملازمین سے محنت طلب اور مشکل کام لینے سے پرہیز کریں تاکہ روزے کی حالت میں ملازمین پر کام کا بوجھ ہلکا رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینے میں اپنے غلام (خادم، ملازم) کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور اسے آگ سے آزادی عطا

مغاف کر دیں۔ کسی کا کینہ اپنے دل میں نہ رکھیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: دل کے صاف ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ متقی اور صاف ستھرا دل جس میں نہ گناہ ہو نہ بغاوت، نہ ہی اس میں کسی کا کینہ ہو اور نہ کسی کے بارے میں حسد۔“ (سنن ابن ماجہ)

دعاؤں کا معمول:

رمضان المبارک دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، لہذا اپنے آپ کو لمبی دعاؤں کا عادی بنائیں، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ رمضان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعاؤں کے الفاظ زبانی یاد کیے جائیں، مسنون الفاظ پر مشتمل دعاؤں میں تاثیر بھی زیادہ ہوتی اور قبولیت کا امکان بھی۔

صدقہ کرنے کی عادت:

رمضان المبارک کے مہینے میں روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ سخاوت کرنا آسان ہو جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دو سخا تیز چلتی خوشگوار ہوا سے بھی زیادہ ہو جاتی۔ (صحیح بخاری)

کثرت تلاوت کا معمول:

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے خوش قسمت لوگ اس ماہ میں تلاوت کی کثرت کا معمول بناتے ہیں لہذا تلاوت قرآن کو زیادہ وقت دینا شروع کریں تاکہ رمضان کی آمد تک آپ کثرت سے تلاوت کرنے کے عادی بن جائیں نیز اگر آپ حافظ قرآن ہیں تو قرآن کریم بار بار دہرانا شروع کر دیں۔

شب بیداری کی عادت:

رمضان میں راتوں کی عبادت (تراویح، تہجد وغیرہ) کا دورانیہ بڑھ جاتا، ان عبادت کو احسن انداز میں اور بلا تھکاوٹ سرانجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ شروع سے شب بیداری اور نفل عبادت کا اہتمام کریں اور اپنے بدن کو عبادت کی کثرت کا عادی بنائیں۔

علماء کرام نے رمضان المبارک کے استقبال اور تیاری کے لیے بہت سی اہم ہدایات اور تجاویز بیان فرمائی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل اہم ہدایات کی شکل میں ہے:

توبہ و استغفار:

رمضان المبارک میں سابقہ زندگی کی تمام لغزشوں پر سچی توبہ کریں۔ دل کو گناہوں اور برے خیالات سے پاک کریں، آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل و دماغ غرض جسم کے کسی بھی حصے سے صادر ہونے والے گناہوں پر پکی توبہ کریں تاکہ آپ گناہوں سے پاک ہو کر رمضان المبارک کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

مسائل سیکھیں اور سکھائیں:

روزہ، تراویح، صدقہ الفطر، زکوٰۃ، اعتکاف اور دیگر احکامات خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

اپنے نفس کو تقویٰ کا پابند بنائیں:

اپنے نفس کو تقویٰ کا پابند بنائیں، کیونکہ رمضان المبارک تقویٰ کی عملی تربیت گاہ ہے اور اللہ رب العزت نے رمضان المبارک میں روزوں کی فرضیت کا اہم مقصد تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول بتایا ہے۔

صلہ رحمی میں جلدی کریں:

قطع رحمی یعنی رشتے ناطے توڑنا بہت بڑا گناہ ہے، قطع رحمی کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں، لہذا رمضان میں اس سنگین گناہ سے توبہ اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے: اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی یعنی رشتے ناطے توڑنے کا معاملہ کیا جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری شریف)

دل صاف کریں:

ہمارا دل، نفرت، جذبہ انتقام اور حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے، دل میں نفرت اور کینہ رکھنے والے کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ مغفرت نہیں فرماتے، لہذا رمضان آنے سے قبل اپنے دل کو ان فضول مصروفیات سے فارغ کر کے خالص عبادت کی طرف اسے متوجہ کریں، سب کو دل سے

بقیہ: عامرہ احسان

کا مختصر ترین خلاصہ ہے۔ اندازہ کیجیے آیت در آیت پڑھتے سنتے، پورا رمضان کس طرح بندہ مومن کو نصاب کی مکمل دہرائی کرواتا، کرن کرن نور ایمانی اندر اتارتا اور تاریکیاں چھانٹ کر رکھ دیتا ہے۔ قد تبیین الرشد من الغی۔ دنیا کی پھیلائی گمراہیاں، دور کر کے ہدایت کو بین، واضح کر دیتا ہے۔ اگر ٹی وی والا شیطان بھی بند رہے تو دونوں (ابلیس اکبر و اصغر) کی عدم موجودی میں حق کے اسباق پکے کرنے کی یہ نادر ترین مہلت ہے۔ بالخصوص قرآن میں مذکور یہودی رویوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کا مسلمان عین ان ہی گمراہیوں میں مبتلا ہے۔ کفر، فسق، شرک، نفاق، نام بدل کر ہمارے اندر سرایت کر رہا ہے سیکولر ازم کے بظاہر بے ضرر نام سے۔

رحمان اور شیطان، حق و باطل کے مابین اس معرکے میں ایک بات توجہ طلب ہے۔ رحمان کے نظام میں زندگی کے ہر معاملے میں شور شرابا نہیں، گھن گرج نہیں، دکھاوا، داویلا نہیں۔ نرم رو، خاموش، پرسکون، عافیت بخش راحت ہے جو اندر تک اتر جاتی ہے۔ غم دھودیتی ہے۔ حزن و ملال دور کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ مغفرت اور نجات کے عشرے میں خاموش، چپکے چپکے بہتے آنسو، پیچھے سکون اور ٹھنڈک چھوڑ جاتے ہیں۔ دوسری جانب (شیطان کے گھر میں) بلند آہنگ (کھوکھلے) قہقہوں کے پیچھے سسکتی، بلکتی تشنہ روح ہے۔ بظاہر بڑی thrill ہے، ہنگامہ بھری خوشیاں ہیں۔ مثلاً شادی بیاہ، شوشا، رعب داب، پانی کی طرح بہتا پیسہ، بلند آہنگ موسیقی، سیریں، دعوتیں، گلستے، ویڈیو، تصاویر، بعد از اس لڑائیاں، جھگڑے، شادی سے پہلے محبت کے بے پایاں مظاہر (جب تک رشتہ شرعی حدود سے باہر تھا)۔ شادی کے بعد ہنگامہ، فساد، تو تو میں میں، جب کہ دوسری جانب کم خرچ بالانشین، مہذب، شائستہ، سادہ، پرسکون۔ یہی فرق رمضان کی پرسکون، راحت بخش ساعتوں میں ہر نبی مو میں اترتی رحمت کا ہے۔ سجدے میں آزادی و خود مختاری سے دست بردار ہو کر رب تعالیٰ کی بندگی کے اظہار کا ہے۔ (پس پیشانی) دماغ کا یہ حصہ (Frontal Lobe) انسان کی آزاد مرضی (Free Will) کا مرکز ہے، جسے ہم ان اللہ اشتہری کے عہد میں اللہ کے ہاتھ بچ دیتے ہیں۔ اس سودے اور بچود ہی میں تمام خوشیوں کا ارتکاز ہے۔ دنیا میں طمانیت، آخرت میں عیش دوام! اللہ ہمیں یہ سب عطا فرما دے۔ اپنے عہد میں سچائی۔ اللہ کے وعدے تک رسائی!

☆☆☆

پڑ جائے اور بچوں کے زندگی بھر کے روزے آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوں۔

کم کھانے کی عادت ڈالیں:

رمضان المبارک میں کھانے کی مقدار خاص تناسب سے کم کریں، غذا میں سبزی، پھل اور کھجور کا استعمال زیادہ رکھیں تاکہ صحت و توانائی برقرار رہے۔ زیادہ کھانے سے پرہیز کریں کیونکہ زیادہ کھانے سے جسم میں سستی اور بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے اور سستی عبادت میں رکاوٹ کا ذریعہ ہے۔

اس رمضان کو گزشتہ سے ممتاز کریں:

کسی ایسی عبادت کی ترتیب بنائیں جو آپ کے نامہ اعمال میں اس رمضان کو گزشتہ رمضانوں سے ممتاز کر دے مثلاً: تیسواں پارہ زبانی یاد کر لیں، یا سورۃ رحمن، سورۃ یسین، سورۃ الملک، سورۃ الم سجدہ زبانی یاد کر لیں، یا کسی یتیم کو ڈھونڈ کر اس کی کفالت کا بندوبست کر لیں، یا جیلوں میں قید لوگوں کی تعلیم و تربیت کی ترتیب بنائیں، یا پانی کی اشد ضرورت ہو تو ٹیوب ویل، کنواں یا ٹھنڈے پانی کا پلانٹ لگوادیں، یا مساجد و مدارس کے ساتھ پر خلوص تعاون کریں، یا مستحق طلبہ کے لیے فیسوں اور یونیفارم وغیرہ کا بندوبست کر لیں، یا کسی غریب لڑکی کی رخصتی کے اخراجات کا بندوبست کر دیں وغیرہ وغیرہ۔

مالی حقوق سے متعلق مسائل سیکھیں:

عام طور پر رمضان المبارک میں مالی حقوق جیسے زکوٰۃ، عشر، صدقۃ الفطر، نذر وغیرہ کی ادائیگی کی جاتی ہے، لہذا ضروری ہے کہ ان سے متعلق تفصیلی احکامات پہلے سے معلوم کر لیے جائیں، اسی طرح جو مالی حقوق ذمہ میں ہوں (جیسے بیوی کا مہر یا کسی کا قرض وغیرہ) اور ادا کرنے کی صلاحیت بھی ہو تو رمضان میں ادا کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مالدار آدمی کا قرض کی ادائیگی میں نال مثل کرنا ظلم ہے۔ (بخاری شریف)

رات کو فضول مجالس سے پرہیز کریں:

دوستوں کی فضول مجالس، گپ شپ کی محافل اور رات گئے تک سرانجام دی جانے والی سرگرمیوں سے آہستہ آہستہ کنارہ کشی اختیار کریں تاکہ آپ رمضان میں تراویح کے فوراً بعد بلا تاخیر سو سکیں، یاد رکھیں تہجد اور سحری میں ہشاش بشاش اٹھنے کا دار و مدار بروقت سونے پر ہے۔

دعاؤں کا اہتمام کریں:

رمضان المبارک کی تیاری کے حوالے سے درج بالا ہدایات و تجاویز پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے رمضان المبارک کی روحانیت و برکات کے حصول کے لیے خصوصی دعائیں مانگیں۔

فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

زیادہ وقت مسجد میں گزاریں:

عموماً ہمارا دل مسجد میں نہیں لگتا، لہذا ابھی سے نمازوں کے بعد کچھ دیر مسجد میں نفل اعتکاف کی نیت سے ٹھہریں اور مسجد میں دل لگانے کی مشق کریں تاکہ رمضان کے آخری عشرے کے مسنون اعتکاف میں بیٹھنا آسان ہو جائے۔

نیند کم کرنے کی عادت ڈالیں:

اگر آپ 8 گھنٹے سونے کے عادی ہیں تو 6 گھنٹے سونے کی عادت ڈالیں تاکہ رمضان میں اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنائیں، البتہ تھکاوٹ سے بچنے کے لیے دن میں تھوڑی دیر قیلولہ کر لینا مسنون بھی ہے اور تہجد پڑھنے میں معین و مددگار بھی۔

تمام نمازیں باجماعت پڑھیں:

باجماعت نماز کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، رمضان المبارک کے تیس دنوں میں اس کا اہتمام نسبتاً زیادہ آسان ہے، لہذا تکبیر اولیٰ کے ساتھ پنج وقتہ نمازیں باجماعت پڑھنے کی ترتیب بنائیں۔

رمضان میں بری عادات سے جان چھڑائیں:

نشہ انسان کی جسمانی، ذہنی، مالی اور اخلاقی نقصان کا باعث ہے۔ رمضان المبارک میں سگریٹ، نسوار، پان و دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال محدود کریں اور کوشش کریں کہ ان سے جان چھڑائی جائے تاکہ روزے کی حالت میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ رمضان المبارک نشہ آور اشیاء سے جان چھڑانے کا بہترین موقع ہے اور اس میں ہمت، حوصلہ اور اللہ سے مدد مانگتے ہوئے ان آفات سے باآسانی جان چھڑائی جاسکتی ہے۔ نشے سے خود بچنا اور نوجوان نسل کو بچانا ہمارا اولین فرض ہے۔

ملاقاتوں کا سلسلہ محدود کریں:

رمضان المبارک میں تقاریب، ملاقاتوں اور دعوتوں کا سلسلہ بھی محدود کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں صرف ہو سکے۔

چھوٹی سورتیں زبانی یاد کریں:

قرآن کریم کی چھوٹی چھوٹی سورتیں زبانی یاد کریں تاکہ نوافل اور تہجد میں انہیں پڑھا جاسکے، عام طور پر صرف ایک یا دو سورتیں یاد ہوتی ہیں، اور انہی کو بار بار دہرایا جاتا ہے، جو مثالی طرز عمل نہیں۔

بچوں کو روزے کی عادت ڈالیں:

سات سال یا اس سے بڑے بچوں کو روزے کے حوالے سے خصوصی ترغیب دیں اور ان کی ذہن سازی کریں تاکہ رمضان میں انہیں روزے رکھنے کی عادت

خوش خبریوں کا مہینہ!

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

مہینہ ہے۔ مغفرت و نجات تو ایمان و احتساب والے روزوں سے نتھی ہے۔ کیا میں نے اللہ کا روبرو غلام بن کر زندگی کا گزشتہ سال گزارا؟ اور آئندہ مہلت بھی اسی طرح گزارنے کا عہد ہے؟ میری مرضی، میری چاہتیں، سب اللہ کی رضا کے تابع ہو جائیں۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ دنیا میں اللہ کی پسند و ناپسند کی نمائندگی مسلمان کرتا ہے۔ قرآن کے نصاب سے گزار کر اسے اس نمائندگی کے لیے ہر سال رمضان میں از سر نو اسباق پکے کرائے جاتے ہیں۔ قرآن ہمہ گیر رہنمائی دیتا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں دو ٹوک دعا کروانا ہے: ”انعام یافتہ لوگوں کا راستہ عطا فرما اور مغضوب (یہودی)، ضالین (عیسائی) کا راستہ نہیں۔“ بقرہ سے اسباق شروع ہو جاتے ہیں۔ سود کی ممانعت کے احکام کے ساتھ یہودیوں کی (کلمے سے) بد عہدی کی تمام داستانیں سناتا ہے۔ اللہ کی طرف سے مذموم و مقہور ہو کر ان کا رہ جانا۔ جہاد سے جی چرانا، اپنے ہی لوگوں کو گھروں سے بے گھر کرنا۔ اس کے عوض پیسہ بٹورنا، بتاتا ہے۔ آل عمران میں غزوہ احد پر تبصرہ۔ النساء میں منافقین پر نکیر، ان کی پہچان۔ انجام بتایا گیا۔ جہاد کا سبق یہاں بھی دیگر معاشرتی احکام کے ساتھ ساتھ موجود ہے۔ المائدہ میں یہودیوں، عیسائیوں، کی دوستی رفاقت سے (آل عمران کے بعد) دوبارہ منع فرمایا۔ شریعت قائم کرنے پر بھرپور رزق کا وعدہ فرماتا ہے۔ بنی اسرائیل پر لعنت کی وجوہ بیان فرماتا ہے۔ یعنی سرکشی، نافرمانی، ایک دوسرے کو برے اعمال سے نہ روکنا اور اہل ایمان کی بجائے کفار کی حمایت اور رفاقت اختیار کرنا۔ سورۃ الانعام توحید کے تمام اسباق پکے کر داتی ہے۔ موت کے وقت کا واضح نقشہ بیان ہوا جو لرزہ خیز ہے۔ جمہوریت کا رد ”اگر تم لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے“ کی تفصیل آیت 116 میں موجود ہے۔ سورۃ اعراف آخرت کے نقشے، انبیاء کے قصائص، حیا اور لباس بیان کرتی ہے۔ اہم ترین یاد دہانی کہ مخلوق اللہ کی ہے، اس پر حکم خالق ہی کا چلے گا۔ صراحت موجود ہے۔ سورۃ الانفال غزوہ بدر کو بیان کرتی ہے۔ قاری حضرات جس کی تلاوت بعد از نزول، جہاد کی صفوف میں کرتے رہے۔ اس پر لپک کر مجاہدین نے لیلائے شہادت کے حصول کے لیے سر کٹائے۔ جو کفار و منافقین پر بھاری رہی۔ نصابوں سے نکالی گئی۔ سورۃ توبہ کفر کے خلاف شمشیر برہنہ اور منافقین کی مکمل پہچان دیتی ہے۔ یہ تو صرف ایک تہائی قرآن (باقی صفحہ 16 پر)

قرآن کے ذریعے ارزاں ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے قرآن پڑھا اور راتوں کو کانوں سے سنا جاتا ہے۔ لہذا وہ بنیادی سبق تازہ کیے لیتے ہیں جو عہد بندگی استوار کرنے اور اس کے عملی تقاضوں کا ہے۔ سورۃ توبہ اس دنیا میں ہماری زندگی کی حقیقت اور اللہ کے ساتھ ہمارے عہد/حلف کو آیت 111 میں بیان کرتی ہے:

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور مارتے اور مرتے ہیں، ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے تو رات اور انجیل اور قرآن میں، اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے چکا لیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔“

رمضان اس عہد کو تازہ کرنے، اس کی آب یاری کرنے کا مہینہ ہے۔ گیارہ ماہ میں پڑ جانے والی خواہشات نفس کی دھول، پُرفریب آرزوؤں، امنگوں کے زنگ دور کرنے کا مہینہ ہے۔ خود پسندی، غفلت کے قفل کھولنے کا مہینہ ہے۔ قرآن اللہ کے احکام، اوامر و نواہی تازہ کرے گا۔ ہمیں ہماری بھاری بھرم ذمے داریوں کی یاد دہانیاں کروائے گا۔ کرونا کی آڑ میں مساجد پر پابندیاں، اعتکاف کی بندش پریشان کن ہے۔ یادش بخیر حبیب بورقبیہ نے تیونس میں ایسے ہی ایک رمضان میں ٹیلی ویژن پر بھرے دن میں قوم کے سامنے آ کر یہی اعلان کیا تھا اور روزے کو قوم کی معاشی ترقی کے لیے نقصان دہ قرار دیا تھا اور پھر ڈٹ کر ”روزہ“ (اگر تھا تو) توڑ کر دکھایا تھا۔ تیونس کی ترقی تو حبیب بورقبیہ جیسوں کے بینک اکاؤنٹ اور محلات کی ترقی تھی۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا جو درمیان میں دکھی دل سے آن پڑا۔

یہ آیات عہد بندگی کی یاد دہانی کراتی ہیں۔ یہ عہد اللہ کے ہاتھ اپنا آپ (جان، مال، قوتیں، صلاحیتیں، اوقات) بیچ کر جنت پکی کروانے کا عہد ہے۔ یہ جنت کا سودا ہے۔ رمضان احتساب (Stock Taking) کا بھی

گیارہ ماہ نفس اور شیاطین جن و انس کے خلاف نبرد آزما مومن، تھکا ہارا، پیاسا سفر کرتا، شعبان تک پہنچتا ہے تو آسمان پر آثارِ رحمت کی تلاش میں نظریں جمادیتا ہے۔ اللہمَّ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ! اللہ رمضان کے نخلستان میں پہنچادے۔ ہلالِ رمضان رحمت، مغفرت اور نجات کی نوید بن کر طلوع ہوتا ہے۔ عنایات رب تعالیٰ سمیٹنے کے لیے اپنی تنگ دامانی کی فکر لگ جاتی ہے۔ وہ تو مائل بہ کرم ہے! اللہ تعالیٰ رمضان کے لمحے لمحے سے فیض یاب ہونے کے لیے ہمیں کشاہت عطا فرمائے۔ لا قوۃ الا باللہ!

رمضان اس کیفیت میں آ رہا ہے کہ مسلم دنیا سیکولرزم کے ہیضے میں مبتلا ہے۔ سالہا سال مسلط رہنے والی روشن خیالی نے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ پہلے تو صرف ”سیکولر“ ہی سیکولر ہوا کرتے تھے اب بکثرت اسلامی سیکولر اگنا شروع ہو گئے ہیں، جو عملی زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کے انطباق پر جھلٹا اٹھتے ہیں۔ مثلاً نظام تعلیم کو اف نہ کہو۔ چپ چاپ اولادوں کو اولیول، اے لیول کراتے جاؤ۔ خواہ دورانِ تعلیم مکمل بے خدا دنیا کی تعلیم ان کے رگ و پے میں اتار دی جائے۔ صرف ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ استانی بچوں کو ایک موضوع دے کر اس پر مضمون لکھنے کو کہتی ہے۔ شرط یہ عائد کرتی ہے کہ آپ کو دو گھنٹے کے لیے یہ فرض کرنا ہے کہ ”خدا نہیں ہے۔“ (یہ دو گھنٹے کی مشق کامیاب ہوگئی تو دورانہ بڑھتے بڑھتے 24 گھنٹوں پر محیط ہو جائے گا!)۔ اقبال اول تو نصاب سے نکل گیا۔ تاہم اگر ہے تو اس کا تیا پانچہ یوں کر دیا کہ ”کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجاز میں!“ کی تشریح کرتے ہوئے ”حقیقت منتظر“ عشق مجازی ہو گیا اور اقبال کو کسی حرافہ کا منتظر قرار دے دیا گیا! طالبہ کے احتجاج پر ڈپٹ دیا گیا کہ اب یہی پڑھانے کا حکم ہے! یہ محض دیگ کا ایک دانہ ہے۔ ڈگری، نوکری مل جائے، مال مل جائے، پلاٹ گاڑی مل جائے، کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے، آخرت بنے مگر دنیا کی قیمت پر نہیں!

رمضان میں شاید افاقہ ہو جائے کہ مومنانہ بصیرت

Message of Ramadan

Ramadan is the most important month of our calendar. It is a tremendous gift from Allah (SWT) in so many ways. In our current state of being down and out, it can uplift us, empower us, and turn around our situation individually and collectively. It is the spring season for the garden of Islam when dry grass can come back to life and flowers bloom. But these benefits are not promised for lifeless and thoughtless rituals alone. They will be ours if our actions are informed by the message of Ramadan.

Today the message of Ramadan tends to get drowned out by much louder voices of the pop culture that have an opposite message. We have become so accustomed to them that many of us remain enslaved to them even during Ramadan.

The most important message of Ramadan is that we are not just body. We are body and soul. And that what makes us human beings and that determines our value as human beings is the soul and not the body. During Ramadan we deprive the body to uplift the soul. This is all simple and familiar. But we can understand its significance if we remember that the message of the materialistic hedonistic global pop culture that has engulfed every Muslim land today --- just like the rest of the world--- is exactly the opposite. It says that body is everything. That the materialistic world is all that counts. That the greatest happiness - - if not virtue-- is in filling the appetites of the body. This message produces endless appetites and consequently endless wars to fill those endless appetites through endless exploitation. It produces endless frustrations since the gap between desires and achievements can never be filled. It produces endless chaos and endless oppression. Yet this trash comes in such beautiful and enticing packages that we can hardly resist it. We equate this slavery with freedom. We consider this march to disaster as progress. And with

every movement, we get further and deeper into the mire.

The message of the materialistic hedonistic global pop culture that has engulfed every Muslim land today is exactly the opposite of the message of Ramadan.

Ramadan is here to liberate us from all this. Here is a powerful message that it is soul over body. Take a break from the pop culture. Turn off the music and TV. Say goodbye to the endless and futile pursuit of happiness in sensory pleasures. Rediscover your inner self that has been buried deep under it. Reorient yourself. Devote your time to the reading of the Qur'an, to voluntary worship, to prayers and conversations with Allah. Reflect on the direction of your life and your priorities. Reflect on and strengthen your relationship with your Creator.

On the last day of one Sha'ban, Prophet Muhammad (SAAW), gave a Khutbah about the upcoming month of Ramadan. It is a very important Khutbah that we should carefully read before every Ramadan to prepare ourselves mentally for the sacred month. It begins: "Oh people! A great month is coming to you. A blessed month. A month in which there is one night that is better than a thousand months. A month in which Allah has made it compulsory upon you to fast by day, and voluntary to pray by night. Whoever draws nearer to Allah by performing any of the voluntary good deeds in this month shall receive the same reward as is there for performing an obligatory deed at any other time. And whoever discharges an obligatory deed in this month shall receive the reward of performing seventy obligations at any other time. It is the month of Sabr (patience), and the reward for sabr is Heaven. It is the month of kindness and charity. It is a month in which a believer's sustenance is increased. Whoever gives food to a fasting person to break his fast.

fast, shall have his sins forgiven, and he will be saved from the Fire of Hell, and he shall have the same reward as the fasting person, without the latter's reward being diminished at all."

The hadith continues and contains many other very important messages. However, let us take the time to highlight two of the statements contained above. First, that Ramadan is the month of sabr. The English translation is patience but that word has a very narrow meaning compared to sabr. Sabr means not only patience and perseverance in the face of difficulties, it also means being steadfast in avoiding sin in the face of temptations and being persistent in performing virtues when that is not easy. Overcoming hunger and thirst during fasting is part of it. But protecting our eyes, ears, minds, tongues, and hands, etc. from all sins is also part of it. So is being persistent in doing good deeds as much as possible despite external or internal obstacles. Ramadan requires sabr in its fullest sense and provides a training ground for that very important quality to be developed and nurtured. Here is a recipe for the complete overhaul of our life, not just a small adjustment in meal times.

The highest point of Ramadan is itikaf, an act of worship in which a person secludes himself in a masjid to devote his time entirely to worshipping and remembering Allah. Some in every Muslim community must take a break and go to the masjid for the entire last ten days of Ramadan. Others should imbibe the spirit and do whatever they can.

But we must differentiate between worldly pleasures and worldly responsibilities. We take a break from the former and not the latter. Syedna Abdullah ibn Abbas, (RA), was performing itikaf, when a person came and sat down silently. Sensing his distressed condition Ibn Abbas enquired about his situation, learnt that he needed help, and proceeded to leave the masjid to go out and help him. Now this action does nullify the itikaf, making a makeup obligatory. So the person, though grateful, was curious. Explaining his action, Ibn Abbas related a hadith that when a person makes

efforts to help his brother, he earns the reward for performing itikaf for ten years.

This brings us to the second statement to consider: that Ramadan is the month of kindness and charity. With those in distress in the millions in the world today, the need for remembering this message of Ramadan cannot be overstated.

Unfortunately, today another scene seems to be dominant in some parts of the Muslim world. Here Ramadan is the month of celebrations, shopping, fancy iftars at posh restaurants, entertainment and gossip. People stay up at night but not for worship; they while away that time watching TV or wandering in the bazaar. Ramadan here is more a month of feasting than fasting.

No one can take away our Ramadan from us; we just give it away ourselves. And if we realize the utter blunder we have made, we can take it back.

Source: An article by Khalid Baig; posted on <https://www.albalagh.net/> (reproduced)

داعی رجوع الی القرآن ہانی تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد

کے شہرہ آفاق دورہ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیان القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

رمضان المبارک میں طبع جدید پیش خدمت ہے

سات حصوں کے بجائے اب چار جلدوں میں

- خوبصورت قرآنی رسم الخط
- عمدہ سفید کاغذ
- دیکھنے والی نائٹل
- متعده ظاہری و معنوی خوبیوں کا مرقع
- بڑے سائز کے 2560 صفحات

رمضان المبارک میں خصوصی رعایتی کیج کا اعلان کیا جائے گا

4800/-

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501 (042)

ACEFYL

SUGAR FREE
**COUGH
SYRUP**

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین
کھانسی کا شربت
شوگر فری
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

